﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 04 ستمبر 2009ء | 13 رمضان المبارک 1430 ہجری قمری ❁ 04 تبوک 1388 ہجری شمسی | شمارہ 36

عربوں کی بقا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”عربوں سے محبت کرواوران کی بقا چاہو (یعنی کوشش کرو کہ وہ ہر حال میں باقی رہیں اور زندہ رہیں) کیونکہ اگر یہ قوم باقی رہے گی تو اسلام کا نور باقی رہے گا اوران کے فنا ہونے سے اسلام میں تاریکی آجائے گی“۔

(کنزالعمال جلد 6صفحہ203)

عالمی بیعت کی نہایت پُرمسرت، ایمان افروز اور مبارک تقریب۔ امسال 111 ممالک کی 366 اقوام سے تعلق رکھنے والے 4 لاکھ 16 ہزار 10 افراد بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے

مکرم نصیر احمد صاحب قمر کی ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انقلاب انگیز لٹریچر“، مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز کی ”اسلامی سزاؤں کا فلسفہ“، مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب کی ”قرآن کریم اور اس کا حسن و جمال“ اور مکرم رفیق احمد صاحب حیات کی ”غیر مسلم حکومت میں مسلمانوں کا فرض“ کے موضوع پر ٹھوس، علمی تقاریر

مختلف مہمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کے کاموں پر خراج تحسین۔ برطانیہ کی کنزرویٹو پارٹی کے لیڈر، دفتر خارجہ کے منسٹر اور گھانا کے صدر مملکت کی طرف سے جلسہ کے انعقاد پر نیک خواہشات کے پیغامات۔

(حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر تیسرے روز کی صبح کے اجلاس اور بعد دوپہر کے اجلاس کی کارروائی کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ : نسیم احمد باجوہ ۔ مبلغ سلسلہ یوکے)

تیسرے روز صبح کے اجلاس کی کارروائی

مورخہ 26 جولائی بروز اتوار جلسہ کا تیسرا روز تھا۔ صبح ٹھیک دس بجے کارروائی کا آغاز مکرم ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت و مشنری انچارج گھانا (مغربی افریقہ) کی زیرصدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کا ترجمہ مکرم حافظ فضل ربی صاحب استاذ جامعہ احمدیہ یوکے نے پیش کیا۔ آپ نے سورۃ العلق آیت 1 تا 15 کی تلاوت کی جس کا آغاز اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ...... (سورۃ العلق) کے بابرکت الفاظ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد مکرم توفیق احمد صاحب از کینیڈا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت منظوم کلام ؎

”تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

کے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ اس کے بعد علماء سلسلہ کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

❁......سب سے پہلی تقریر مکرم نصیر احمد صاحب قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت و ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انقلاب انگیز لٹریچر“ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود و مہدی معہود کے متعلق خبر دی تھی کہ جب وہ آئے گا تو صلیب توڑے گا، خنزیروں کو قتل کرے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ مرجائے گا اور یہ کہ وہ لوگوں میں مال تقسیم کرے گا۔ ظاہر پرست مُلّاؤں نے ان پیشگوئیوں کو ظاہر پر محمول کیا جبکہ یہ نہایت پُرحکمت روحانی استعارات تھے۔ مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ اس سے مراد یہ تھی کہ مسیح موعود صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو کچل ڈالے گا اور ان لوگوں پر جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور نجاست خوری ہے دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور مسلمانوں کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو دور فرما کر جواہرات علوم و معارف و حقائق قرآنی سے ان کو مالا مال کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ تمام کام نہایت شان سے ظاہر ہوئے۔ آپ کی کتب قرآن شریف کے عجائب و اسرار اور نکات سے پُر ہیں۔ آپ نے بڑے زبردست دلائل کے ساتھ صلیبی خیالات کو پاش پاش کر دیا۔ آپ نے بتایا کہ وہ لعنتی موت جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔

مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے بتایا کہ آپ نے مذہبی جنگوں کے فیصلہ کے لئے معیار قائم فرمائے اور بتایا کہ سچے اور زندہ مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونے کے نشان اور خدائی مُہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے انقلاب انگیز لٹریچر میں امن عالم کے لئے محکم اصول بیان فرمائے جن میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنے اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں اور یہ کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی۔

مولانا صاحب موصوف نے احمدیت کے مخالفوں کے حوالہ سے بتایا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر کی انقلاب انگیزی کا اعتراف کیا ہے اور اسے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ابوالکلام آزاد اور مرزا حیرت دہلوی کے اقتباس پڑھ کر سنائے۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 88 سے زائد تالیفات ہیں۔ بیسیوں مضامین، 300 اشتہارات، 700 مکتوبات اور ملفوظات کی جلدیں اس کے علاوہ ہیں۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ بہت سے مخالفین اور معاندین جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے صفحوں کے صفحے اپنی کتب میں درج کئے ہیں اور یہ نہیں بتایا کہ یہ تحریرات انہوں نے کہاں سے لی ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ”احکام اسلام عقل کی نظر میں“ اور پیر کرم شاہ کے رسالہ ضیائے حرم اور بعض دیگر کا خصوصیت سے ذکر کیا۔

مکرم مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انقلاب انگیز لٹریچر کی ایک زندہ مثال آپ کی قائم کردہ جماعت بھی ہے۔ آپ کے قلم نے محبت الٰہی اور دین کی غیرت رکھنے والے فدائیوں کا ایک گروہ ہی تیار نہیں کیا بلکہ ایک عظیم منتظم کی طرح جماعت احمدیہ کے تمام تربیتی، تبلیغی اور انتظامی ڈھانچے کی تشکیل بھی کی ہے اور آج جماعت کا کوئی ادارہ یا منصوبہ ایسا نہیں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے نہ رکھی گئی ہو۔

آپؑ نے فتح اسلام میں کارخانہ احمدیت کی پانچ شاخیں بیان کیں جن میں سے ایک لنگرخانہ کا نظام بھی ہے۔ آج اس کی سینکڑوں شاخیں دنیا بھر میں پاکیزہ نان مہیا کر رہی ہیں۔ آپ نے سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا جو آج عالمی بیعت کی شکل میں گلشن احمدیت کی بہار بن چکا ہے۔ حضور علیہ السلام کی کتاب ’الوصیت‘ نے دنیا کو بہشتی مقبرہ کا نظام اور خلافت جیسا دائمی انعام عطا فرمایا۔ صدر انجمن احمدیہ کے ذریعہ تمام احمدیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ حضور کی کتاب آسمانی فیصلہ نے جلسہ سالانہ اور مشاورت کا پاکیزہ سلسلہ جاری کیا۔ حضور کی متعدد کتب میں مالی قربانی، اشاعت قرآن، اسلامی لٹریچر کی اشاعت اور تعمیر مساجد کے پُرزور پیغام بھی ہیں۔ اس لٹریچر میں دعوت الی اللہ، وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ کی بنیادیں رکھی گئیں۔ جدید علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضور نے تعلیم الاسلام اسکول اور تعلیم الاسلام کالج قائم کیا اور آج ساری دنیا میں ان کے اظلال علم کی سرپرستی کررہے ہیں۔ خدمت خلق کی طرف آپ نے اس شان سے راغب کیا کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ہمدردی اور ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے تاج سے پہچانی جاتی ہے۔ آج دنیا میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ توحید باری کے قیام، خدمت نوع انسان اور وحدت اقوام کا جو سلسلہ جاری ہے اس کا سہرا حضرت مسیح موعودؑ کے انقلاب انگیز لٹریچر کے سر ہے۔ حضور علیہ السلام کے

اس لٹریچر میں ایک بڑا حصّہ خدائی کلام اور علم غیب کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اسی لٹریچر میں ایم ٹی اے کی پیشگوئی بھی ہے اور صلحاء عرب اور ابدال شام کی دعاؤں کا بھی تذکرہ ہے۔ اور اسلام کا آفتاب مغرب سے طلوع ہونے کی بھی پیشگوئی ہے۔

مقرر موصوف نے بتایا کہ ہدایت کا آفتاب پوری تابانی کے ساتھ تمام عالم میں اپنی روشنی بکھیر رہا ہے لیکن کچھ ایسے شب پرست، پروردۂ شب بھی ہیں اور انہیں روشنی سے کچھ ایسا بغض اور نفرت ہے کہ وہ وادیٔ ظلمت کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کے اندھیرے نہایت گہرے اور مہیب سے مہیب تر ہوتے جارہے ہیں لیکن وہ اس آواز پر کان دھرنے کے لئے آمادہ نہیں جو انہیں بلا رہی ہے کہ آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اس آسمانی نور کو بجھا دیں اور کذب وافتراء کی دلآزار مہمات اور سلطنت کے زور پر آسمانی چشمہ کو بند کر دیں۔

مکرم مولانا صاحب نے کہا کہ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پُرشوکت اقتباس پڑھ کر سنایا جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے عجائبات کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اب نیم مُلّاں دشمن اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک کئے جائیں گے اور قہری طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگے گا کہ خاک میں مل جائیں گے۔

اپنی تقریر کے آخر پر مقرر موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی خزائن کا مطالعہ کرکے ان سے اپنے سینوں اور ذہن کو روشن کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۞......جلسہ کی دوسری تقریر **مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز سیکرٹری امور خارجہ یوکے** کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا **''اسلام میں سزاؤں کا فلسفہ''**۔ آپ کی تقریر انگریزی میں تھی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے تقریر کے آغاز میں کہا کہ آج کل گھناؤنے جرائم کے نتیجہ میں دنیا ایک مصیبت میں مبتلا ہے۔ یہ جرائم نہ صرف دنیا کے امن اور انسانی وقار کو مجروح کرتے ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں زندگیاں ان کے نتیجہ میں برباد اور ضائع ہوتی ہیں اور آج دنیا کے لئے ان جرائم پر قابو پانا ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے اسلام میں سزاؤں کے فلسفے پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے یہ ان گھناؤنے جرائم سے نمٹنے کے لئے ایک جامع نظام پیش کرتا ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ جہاں تک اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جرائم کا تعلق ہے مثلاً شرک اور توہین رسالت وغیرہ تو ان جرائم کی نزاکت کی وجہ سے ان کی سزا کا حق صرف اللہ کو ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن خود ان کو سزا دے گا۔

اسلام صرف اُن جرائم کی سزا دینے کا حق اور حکم دیتا ہے جو انسانی حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ترقی یافتہ معاشرے میں سزاؤں کے بارہ میں دو اصول ہیں۔ ایک مزاحمتی یعنی Utilitarian اور دوسرا Retributive یعنی انتقامی۔ پہلے اصول کے تحت سزا اس لئے دی جاتی ہے تا دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو۔ اور جرم کو مزید پھیلنے سے روکے۔ جبکہ انتقامی فلسفہ کے تحت جرم کے برابر سزا دینا ہے تا تمام سوسائٹی کے لئے نمونہ ہو اور اس میں کھلی مذمت کا اصلاح میں بڑا عمل دخل ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اسلام میں سزا کے لئے رہنمائی سب سے پہلے قرآن کریم اور پھر حدیث سے لینے کا حکم ہے لیکن اگر یہ دونوں میسر نہ ہوں تو عقل وفہم سے انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جرم کے برابر سزا دینے کا حکم ہے اور ظالمانہ سزا یعنی "Rigid Punshment" کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی فلسفہ کے مطابق جرم کی سزا اصلاح نفس پر زور دیتی ہے نہ کہ انتقام پر۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ قرآن کریم چار جرائم یعنی زنا، بہتان تراشی، قتل اور چوری سے متعلق خاص ہدایات دیتا ہے کیونکہ دراصل یہی چار جرائم ہیں جو زندگی، خاندانی تقدس، جائیداد، عزت اور سماجی نظام کے قیام واستحکام سے تعلق رکھتے ہیں اور معاشرے میں سب سے زیادہ بے سکونی اور تکلیف کا باعث ہیں۔ آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ان چاروں جرائم کی سزا پر تفصیلی گفتگو کی۔

ڈاکٹر صاحب نے زنا کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اسلام میں عصمت کی حفاظت پر بہت زور دیا جاتا ہے اور آزاد جنسی تعلقات دراصل معاشرہ میں انتشار کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ مغربی معاشرہ میں بڑھتی ہوئی طلاقیں، کمزور خاندانی نظام اور ہیبتناک جنسی بیماریاں جیسا کہ ایڈز (Aids) وغیرہ ہیں ان کی وجہ آزاد جنسی تعلقات ہی ہیں۔

بہتان تراشی اور زنا کے ذکر میں آپ نے بتایا کہ اسلام دونوں جرائم کے گواہوں کے لئے سخت اصول وقواعد پیش کرتا ہے جو کسی اور مذہب میں بیان نہیں کئے گئے۔ گواہوں کی سچائی اور دیانت داری اور بلند کرداری پر اسلام بہت زور دیتا ہے تا ہر معصوم کی عزت کی حفاظت کی جاسکے اور کوئی بے گناہ سزا کا حقدار نہ بن سکے بلکہ جھوٹی گواہی دینے والے اور بہتان تراشی کرنے والے کے لئے بھی سخت سزا مقرر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ زنا کی سزا قرآن مجید میں کہیں بھی سنگسار کرنا نہیں رکھی گئی بلکہ یہ سزا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو کچھ یہودیوں کو دی گئی تھی وہ انہیں کی موسوی شریعت کے مطابق تھی اور وہ مسلمان جو آج اس پر عمل کرتے ہیں اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف کرتے ہیں۔

قتل اور چوری کی سزاؤں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ سزا کا تعین کرتے ہوئے مرتبہ اور معاشرتی حیثیت کا کوئی عمل دخل نہیں اور یہ امیر اور غریب اور بڑے اور چھوٹے سب کے لئے برابر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے کئی مثالیں پیش کیں جن میں آپ نے مکہ کے معزز ترین قبیلہ قریش کی عورت کو بھی وہی سزا دلوائی جس کا اسلام میں حکم تھا باوجود اس کے کہ کچھ لوگوں کی خواہش تھی کہ اس کی سزا میں کمی کر دینی چاہئے کیونکہ وہ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں قتل کی سزا جان کے بدلے جان ہے۔ آپ نے اسلام میں خون بہا (Blood Money) کے فلسفہ پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ چوری کی سزا اسلام میں چور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم ہے۔ آپ نے کہا کہ وہ لوگ جو قرآنی تعلیم سے واقف نہیں شاید اسے بہت سخت سزا تصور کریں لیکن بعض دفعہ سزا کی سختی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک مجرم سب کے لئے عبرت کا نمونہ بنے اور تا باقی معاشرہ کو اس جرم کے نتائج سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اس کے ثبوت کے طور پر آپ نے بتایا کہ اسلام کے آغاز میں ہاتھ کاٹنے کی صرف چند مثالیں ملتی ہیں لیکن عرب معاشرے میں چوری کے واقعات بھی اسی وجہ سے نہ ہونے کے برابر تھے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ اسلام میں سزا ہمیشہ آخری علاج کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اور معافی پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی زیادتی کا شکار ہو تو اسی حد تک اسے بدلہ لینے کا اختیار ہے جس حد تک زیادتی کی گئی ہے نہ کہ انتقام کے جوش میں آکر خود زیادتی کا مرتکب ہو جائے۔ تاہم یہ بہت بہتر ہے کہ ایسے عفو سے کام لے جس کے نتیجہ میں اصلاح ہو۔ لیکن ایسے عفو کی اجازت نہیں جس کے نتیجہ میں مجرم بدی پر زیادہ دلیر ہو جائے بلکہ ایسے عفو کی تلقین ہے جو اصلاح احوال کا موجب ہو۔

آپ نے احمدیوں کو توجہ دلائی کہ آج ہمارے لئے یہ ایک چیلنج ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو تمام دنیا تک پہنچائیں اور انہیں بھی اسلام کے جھنڈے تلے لانے والے بنیں۔

مکرم ڈاکٹر ایاز صاحب کی تقریر کے بعد مکرم منصور احمد چوہدری صاحب از یوکے نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روح پرور نظم ؎

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

۞......اس کے بعد **مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ** نے انگریزی میں تقریر کی جس کا موضوع تھا **''قرآن کریم اور اس کا حسن وجمال''**۔

مولانا اظہر صاحب نے کہا کہ تقریباً ایک سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا تو دہلی کے ایک اخبار کرزن گزٹ نے ایک مضمون شائع کیا جس میں لکھا کہ:

''اب مرزائیت کا خاتمہ لازمی ہے کیونکہ انہوں نے ایک ایسے عمر رسیدہ شخص کو اپنا خلیفہ منتخب کرلیا ہے کہ جس کے پاس علم قرآن کے سوا اور کچھ نہیں اور وہ اپنی جماعت کو صرف قرآن ہی پڑھا اور سکھا سکتا ہے''۔

مولانا صاحب نے کہا کہ اس شخص کو قرآن کی طاقت کا علم نہ تھا۔ اسی لئے اس نے یہ غلط اندازہ لگایا تھا۔ آپ نے مختلف احادیث اور واقعات سے یہ ثابت کیا کہ 1400 سال پہلے بھی یہ قرآن کی کا حسن اور تاثیر ہی تھی کہ جس نے بتوں کی پوجا کرنے والوں اور سخت دل لوگوں کی کایا پلٹ دی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ذریعہ حضرت عمرؓ، حضرت جبیر بن مطعم وغیرہ مخلص اور جانثار صحابہ عطا ہوئے۔ آپ نے کہا کہ قرآن کریم کی تلاوت میں ایک ایسا اثر ہے کہ یہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر انسان کو رام کر ڈالتی ہے اور روحانی تسکین کا موجب بنتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ عرب جو اپنے آپ کو افسانہ گوئی اور شعر وشاعری میں سب سے برتر سمجھتے تھے۔ انہیں میں سے ایک لبیدؓ جو کہ ایک مشہور شاعر تھے نے اپنی زبان سے خود اقرار کیا کہ جب سے انہوں نے قرآنی تعلیمات کو جانا اور پڑھا ہے اور اس کی فصاحت وبلاغت اور حسن سے آگاہ ہوئے ہیں انہوں نے شعر وشاعری کو ترک کر دیا ہے۔ مولانا صاحب نے کہا کہ قرآن مجید کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں کئی کئی مطالب اور پیشگوئیاں پنہاں ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے لفظ ''اِقْرَاْ'' کی مثال پیش کی کہ صرف اس ایک لفظ کے چار معانی بیان کئے جاتے ہیں یعنی پڑھنا (To Read)، اکٹھا کرنا (To Compile)، دوسروں تک پیغام پہنچانا (To Convey) وغیرہ۔ آپ نے کہا کہ چودہ سو سال پہلے جبکہ قرآن ابھی پتوں، کپڑوں اور درختوں کی چھال پر لکھ کر اکٹھا کیا جاتا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ العلق کے ذریعہ یہ پیشگوئی کی کہ قرآن دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا جائے گا۔ اور آج کل کی جدید ایجادات مثلاً ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ یہ واقعہ ممکن ہو چکا ہے۔ اس بارہ میں آپ نے جماعت کے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ انہیں ان جدید ایجادات سے اس سلسلہ میں بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

مولانا صاحب نے کہا کہ آج مسلمان قرآنی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور اس کے صحیح مطلب ایک بار پھر دنیا پر واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام کی تحریرات قرآن کریم کی خوبیوں سے بھری پڑی ہیں۔ آپؑ نے بارہا عیسائیوں کو یہ چیلنج دیا کہ وہ انجیل میں سے قرآن جیسی کچھ خوبیاں نکال کر دکھا دیں تو وہ عیسائی مذہب کی فوقیت ماننے کو تیار ہو جائیں گے لیکن کس نے اس چیلنج کو آج تک قبول نہیں کیا۔ آپؑ نے مزید فرمایا کہ اگر انسان قیامت تک قرآن کے مطالب اور خوبیاں بیان کرتا رہے تو تب بھی یہ ختم نہ ہونے پائیں گی۔

مولانا نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قرآن سیکھنے، حفظ کرنے اور باقاعدگی سے پڑھنے اور خوبصورتی سے اس کی تلاوت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ قرآن مجید کے مختلف ناموں جیسا کہ اَلْکِتٰب۔ اَلنُّور اور نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج صرف قرآن کریم کا حسن وجمال ہی ہے جو مغربی معاشرے کو تاریکی سے نکال کر روشنی کے سفر پر گامزن کرسکتا ہے۔

قرآن مجید میں موجود مختلف سائنسی پیشگوئیوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے مولانا صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے بتایا کہ جوں جوں سائنس ترقی کرتی چلی جائے گی اتنی ہی قرآن کی گہرائیاں، خوبیاں اور علم ومعارف انسان پر زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ آخر پر آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ جیسا عشق قرآن اور علم قرآن عطا کرے اور ہم سب قرآن کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں۔ آمین۔

۞......اس اجلاس کی چوتھی تقریر **مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ یوکے** کی تھی۔ آپ کی تقریر انگریزی میں تھی اور اس کا عنوان تھا **''غیر مسلم حکومت میں مسلمانوں کا فرض''**۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مکرم امیر صاحب نے تقریر کے آغاز میں کہا کہ آج کل کے لحاظ سے یہ موضوع نہایت ضروری اور موزوں ہے کیونکہ آج کل مختلف وجوہات کی وجہ سے جن میں سے ایک مذہبی آزادی حاصل کرنا بھی ہے، بہت سے مسلمان اپنے مسلمان ممالک کو چھوڑ کر غیر مسلم ریاستوں میں آکر بس رہے ہیں اور اس لحاظ سے ان مسلمانوں پر کچھ خاص ذمہ داریاں آپڑتی ہیں اور اس لحاظ سے ان کے خاص مخاطب وہی لوگ ہیں جو کہ غیر مسلم ممالک میں بس رہے ہیں۔

مکرم امیر صاحب نے ذکر کیا کہ آنحضورؐ کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنی پڑی اس لئے اس موضوع سے متعلق ہم قرآن وسنت اور حدیث سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں قرآن وحدیث سے کئی مثالیں پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ ایک مسلمان کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ جس ملک میں بھی رہائش پذیر ہو اس سے وفاداری دکھلائے کیونکہ ''وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے''۔

محترم امیر صاحب نے کہا کہ اگر ایک مسلمان یہ محسوس بھی کرے کہ معاشرتی یا مذہبی عقائد میں اس ملک کے قوانین اور اس

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر57

بلادعربیہ میں احمدیت کی مخالفت

احمدیت کی مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد

ہم متعدد بار ذکر کرآئے ہیں کہ خلافت ثالثہ کے عہد مبارک میں بلادعربیہ میں جماعت کوشدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور مخالفین کی سرتوڑ کوششوں سے کئی جگہ جماعت کے مراکز بھی بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک شام کا مرکز بھی تھا۔ مقامی علماء کی طرف سے یہاں مخالفت تو تھی لیکن جس نے اسے ہوا دی یا جلتی پر تیل کا کام کیا وہ پاکستان کے شرپسند مُلّاں تھے جنہوں نے یہاں آکر جماعت کے خلاف زہر پھیلانا شروع کیا۔

ان مُلّاؤں میں سرفہرست مودودی صاحب تھے۔ جنہوں نے نہ صرف اُردو میں جماعت کے خلاف اعتراضات کے مجموعہ پر مشتمل کتاب شائع کی بلکہ اس کا عربی ترجمہ بھی طبع کروا کے بلادعربیہ میں نشر کر دیا۔ اسی طرح ایک رسالہ ابوالحسن الندوی صاحب نے بھی عربی زبان میں شائع کیا۔ آج تک جماعت کے خلاف جس قدر اعتراضات ہورہے ہیں ان میں سے شاید99 فیصد کا تعلق ان برصغیر کے مُلّاؤں کی کتب سے ہے۔

شام میں مکرم منیرالحصنی صاحب نے مودودی صاحب کی کتاب کا عربی میں جواب 'المودودی فی المیزان' کے نام سے شائع کی جس سے مولویوں کی مخالفت میں اضافہ ہوگیا۔ یہ کتاب مختلف ممالک کو بھجوائی گئی۔ دمشق کے علماء نے حکومت کو درخواست دی کہ جماعت احمدیہ منظّم ہے اور یہ چندہ جمع کرتے ہیں اس لئے ان کی سرگرمیوں کو خلافِ قانون قرار دیا جائے۔ چنانچہ ان کے دباؤ پر مفتیِ جمہوریہ نے فتویٰ دیا کہ احمدی ایک خلیفہ کی بیعت کرتے ہیں جو کہ نا جائز امر ہے کیونکہ اب کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ اس فتویٰ اور دباؤ کے تحت شام کی حکومت نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف فیصلہ دے کر جماعت پر پابندیاں لگادیں۔

اس کے بعد مودودی صاحب نے شام کا دورہ کیا تو جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک منصوبہ تیار کیا گیا اور شام کی حکومت نے دمشق میں جماعت کے مرکز زاویۃ الحصنی کو سربمہر کر دیا۔ اور علماء کے زیرِ اثر حکومت نے احمدیوں کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے تنگ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ شام سے کچھ مخالفین لبنان جا کر بھی احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہے۔ لیکن جماعتِ احمدیہ شام یہ ابتلاء بڑی ہمت سے برداشت کرتی رہی۔

(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ)

کیسے کیسے ہیں ثمر اس آگ نے پیدا کئے

شاید کوئی ہٹ دھرم مخالف اس بات کو بھی اپنے لئے باعث فخر قرار دیدے کہ اس کی کوششوں سے بلادعربیہ کے کئی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مراکز بند ہوگئے۔ اور شاید کسی قاری کے ذہن میں بھی یہ خیال گزرے کہ جماعت احمدیہ اگر سچی ہے تو مخالفوں کے مقابلہ میں اسے کامیابی نصیب ہونی چاہئے تھی نہ کہ مخالف ان کے مراکز بند کرانے میں کامیاب ہوجاتے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کسی قدر تفصیل سے اس کا جواب بھی درج کر دیا جائے۔ یہ جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطا فرمادیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"سچ پوچھو تو ان کی یہ **مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں** کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہوجاوے تو اس میدان کے مردانِ کارزار کے جواہر کس طرح ظاہر ہوں اور انعاماتِ الٰہی کی غنیمت سے اُن کو کس طرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعداء کی مخالفت کا بحرِ موّاج پایاب ہو جاوے تو اس کے غوّاصوں کی کیا قدر ہو اور وہ بحرِ معانی کے بے بہا گوہر کو کس طرح حاصل کرسکیں۔ ما درّ ما قیل ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شود جوہر عیاں شمشیر خوں آشام را"

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن جلد سوم صفحہ467)

نیز فرمایا:

"جس قدر مخالفت کی گئی اسی قدر زور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اس کا نام پہنچ گیا۔"

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ532)

الٰہی جماعتوں کی مخالفت کی آگ ایسی آگ ہے جو بظاہر جلانے اور مسمار کرنے کے لئے بھڑکائی جاتی ہے لیکن الٰہی جماعتوں کے لئے یہ آگ جلانے کی بجائے بے نظیر شیریں ثمر پیدا کرنے والی ثابت ہوتی ہے۔

یہ درست ہے کہ ان مُلّاؤں کی کتب نے وقتی طور پر عرب ممالک میں احمدیت کی مخالفت کا بازار خوب گرم کیا۔ وسائل کی کمی اور تبلیغ کی راہ میں رکاوٹوں کی وجہ سے جماعتی لٹریچر اکثر لوگوں تک نہ پہنچ سکا کہ وہ جماعت کے نقطۂ نظر اور عقائد و تعلیم کے متعلق بھی آگاہی حاصل کر سکتے اور حق و باطل میں خود ہی تمیز کر سکتے۔ لہذا یہ اعتراضات مخالفین کے زبان زد عام ہو گئے اور ہر ایرا غیرا یہی اعتراضات دہراتا رہا۔ ان اعتراضات کی اکثریت یا تو جھوٹ پر مبنی تھی یا مختلف تحریرات کو سیاق سے کاٹ کر وجہِ اعتراض پیدا کی گئی تھی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے زمینی روکیں اٹھادیں اور انٹرنیٹ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعتی علوم ہر خاص و عام تک پہنچنے لگے تو مخالفین کے جھوٹ کی قلعی کھلنے لگی۔ مثلاً جس نے ان مذکورہ مُلّاؤں کی کتب میں پڑھا تھا کہ احمدی قرآن کے منکر ہیں اور اس کے بالمقابل ان کی اپنی کتاب ہے جس کا نام "کتاب مبین" ہے، جب انہیں پتہ چلا کہ احمدیت تو قرآن کو ہر کتاب پر مقدم رکھتی ہے بلکہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے برعکس ناسخ و منسوخ کی بھی قائل نہیں ہے تو ایسے شخص کے دل میں مُلّاؤں کے جھوٹ اور احمدیت کی صداقت پر روشن دلیل قائم ہوگئی۔

اسی طرح جب حج کے بارہ میں پتہ چلا کہ احمدی اسے نہ صرف ارکان اسلام میں سے سمجھتے ہیں بلکہ مناسک حج کی صحیح طور سے ادائیگی اور ان میں مضمر اعلیٰ درجہ کی حکمتوں کا جو عرفان جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے کوئی اور فرقہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں پیش کرتا تو یہ اعتراض بھی بالبداہت باطل ہو گیا کہ نعوذ باللہ احمدی مکہ کی بجائے قادیان میں حج کرتے ہیں۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ مبارکہ "یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں" کس شان سے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ کیونکہ وہی جھوٹے اعتراضات جن کے ذریعہ یہ مخالف مُلّاں لوگوں کو احمدیت سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے آج انہی کی وجہ سے لوگ احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں بلکہ حلقہ بگوش احمدیت ہو رہے ہیں۔

جب مخالفین نے دیکھا کہ ان کی جلائی ہوئی یہ آگ بجائے جلانے کے شیریں ثمر پیدا کرنے لگی ہے تو مجبور ہو کر ایک شدید مخالف نے اس بابت انٹرنیٹ پر مضمون لکھا (فؤاد عطار کو مخالفت کے اعتبار سے عربوں کا منظور چنیوٹی کہنا غلط نہ ہوگا اس نے انٹرنیٹ پر جماعت کے خلاف دسیوں مضامین لکھے ہوئے ہیں۔ مذکورہ مضمون اسی کا ہے اور آج تک اس ایڈریس پر موجود ہے:

(http://alhafeez.org/rashid/arabic/islamicmedia.doc

اس مضمون میں انہوں نے کہا کہ احمدیت نے ہماری غلط معلومات کی وجہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ کیونکہ وہ ہماری بعض غلط معلومات کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور رباقی امور بھی محض ہمارے خلاف پروپیگنڈہ ہیں۔ ان غلط معلومات میں سے ایک یہ ہے کہ قادیانیوں کی قرآن کے علاوہ ایک کتاب ہے جس کا نام "کتاب مبین" ہے۔ یہ درست نہیں ہے بلکہ قادیانی قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

دوسری یہ کہ قادیانی قادیان میں حج کرتے ہیں۔ یہ بات بھی غلط ہے۔ قادیانی مکہ مکرمہ میں ہی حج کرتے ہیں لیکن وہ قادیان کو بھی مقدس مانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سبحان اللہ! مسیح پاک کے کلمات طیبات "یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں" کی سچائی کو خدا نے کس شان سے ظاہر فرمایا کہ مخالفین خود اقراری ہوگئے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور آج تک کئی افراد صرف اس بناء پر احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں اور اس میں داخل ہو رہے ہیں کہ جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ صداقت سے عاری ہے۔

اس "کھاد" سے خدا کے فضل سے بے شمار ثمرات پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن ان میں سے ایک شیریں ثمر "الحوار المباشر" کے فعال اور ہر دلعزیز رکن مکرم ہانی طاہر صاحب بھی ہیں جو احمدیت کے مخالف تھے اور احمدیت کو اس قابل بھی نہ سمجھتے تھے کہ اس کے بارہ میں تحقیق کی جائے۔ لیکن مودودی صاحب کی کتاب پڑھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ ایسی جماعت بھی ہوسکتی ہے جس کے اتنے غلط عقائد ہیں پھر بھی اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتی ہے۔ تحقیق کی غرض سے جب مطالعہ شروع کیا تو حقیقت کھل گئی اور احمدیت میں داخل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کے احمدیت کی طرف سفر کا تفصیلی واقعہ تاریخی اعتبار سے اپنی جگہ پر نقل کر دیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

قادیان میں حج کرنے کے بہتان کا پس منظر

جماعت احمدیہ پر قادیان میں حج کرنے کا بہتان تو بعض عرب شرپسند مُلّاؤں کے بیانات سے ہی جھوٹا ثابت ہوگیا ہے لیکن اس سیاق میں یہ درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں حج کرنے کا الزام کہاں سے آیا۔

چونکہ مولوی حضرات بزعم خویش سمجھ رہے تھے اگر وہ مختلف ممالک میں سیاسی پارٹیوں کی طرف سے جماعت کو غیر مسلم قرار دلوانے میں کامیاب ہوگئے تو گویا اسلام کی بہت بڑی خدمت کرنے والے شمار ہوں گے۔ اپنی ان مزعومہ "جہادی" سرگرمیوں میں انہوں نے سعودی حکومت سے بھی رابطے کئے اور رافراد جماعت احمدیہ کو حج سے رکوانے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں مولانا عبد الماجد دریا آبادی مدیر اخبار "صدق جدید" کا یہ بیان ملاحظہ ہو:

"حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم (سلطان ابن سعود) سے کہا کہ چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیان حج کو اسلام کا رکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں انہیں یہ کہتے ہی بنی کہ یہ لوگ حج کو فرض سمجھتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا ایک اہم رکن سمجھتا ہے اسے حج سے روکنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے۔"

(اخبار "صدق جدید" لکھنؤ 6/اگست1965ء بحوالہ الفرقان ماہ اکتوبر1976ء)

سلطان ابن سعود کے سامنے مولویوں کا بادلِ نخواستہ سچ بولنا کہ احمدی حج کو فرض سمجھتے ہیں ان کی خواہشات کی تکمیل کی راہ میں حائل ہوگیا۔ لیکن شاید اب انہیں سمجھ آگئی تھی کہ جب تک ان کا جواب یہ رہے گا کہ احمدی حج کو فرض سمجھتے ہیں تب تلک احمدیوں کو حج کرنے سے روکنا ناممکن ہے۔ لہذا انہوں نے یہ بہتان تراشا کہ احمدیوں کا تو حج ہی کسی اور جگہ ہوتا ہے لہذا وہ اسلامی حج کے منکر ہیں اور ایسے شخص پر خانہ کعبہ کے دروازے بند ہونے چاہئیں۔ یوں انہوں نے احمدیت کی مخالفت میں جھوٹ کا سہارا لیا۔

پچھلی چند سطور میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ جب اس جھوٹ کا انکشاف ہوا اور لوگ اس کی بناء پر حلقہ بگوش احمدیت ہونے لگے تو ایسے مولویوں نے پینترہ بدلتے ہوئے اعلان کرنے شروع کر دیئے کہ یہ غلط باتیں ہیں جن کی ترویج سے ہمیں باز رہنا چاہئے کیونکہ اب ان جھوٹی باتوں کا احمدیوں کو نقصان کی بجائے فائدہ پہنچ رہا ہے۔

اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی تعداد!

ایک اور جھوٹ کا پس منظر!!

انہی جھوٹے اعتراضات کی لسٹ میں ایک اعتراض جس کا عربوں سے بھی تعلق ہے اور بلادعربیہ سے بھی، یہ ہے کہ اسرائیل میں جماعت احمدیہ بڑی فعال ہے اور اسرائیلی فوج میں احمدی کئی سو کی تعداد میں موجود ہیں۔ اس اعتراض کا بھی جماعت کی طرف سے بارہا مفصل جواب دیا گیا۔ آخری بار حکومت پاکستان نے جماعت احمدیہ کے

خلاف اپنے نام نہاد وائٹ پیپر میں بھی اس اعتراض کا ذکر کر دیا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا مفصل جواب عطا فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اس علاقہ میں جماعت کا مرکز اس وقت کا ہے جب اسرائیل کا کوئی وجود نہ تھا۔ آج تک کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ اسرائیلی فوج میں کوئی ایک بھی احمدی ہے۔ نیز حضورؒ نے کبابیر کے ایک احمدی کی کاوش کا بھی ذکر کیا جس نے دس مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں سے یہ شہادت لکھوا کر بھیجی کہ جماعت کا کوئی فرد اسرائیلی فوج میں نہیں ہے۔

احمدیت کے خلاف مولویوں کی کذب بیانیوں کے ذیل میں شاید یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ اس اعتراض کی ابتداء کے بارہ میں بھی حقائق کو یہاں نقل کر دیا جائے۔ کیونکہ دیگر اور اعتراضات کی طرح اس اعتراض کی بنیاد بھی جھوٹ اور غلط بیانی پر ہے۔

ہوا یوں کہ ایک یہودی جس کا نام نعمانی یا نوماتی تھا نے ایک جگہ لکھا کہ اسرائیلی فوج میں جہاں کُردوں اور دوسری اقلیتوں کو داخل ہونے کی اجازت ہے وہاں پر فلسطین کے احمدی باشندوں کے لئے بھی یہ دروازہ کھلا ہے کیونکہ وہ بھی فلسطین کے لاکھوں مسلمانوں کے درمیان قریباً چھ صد افراد کی ایک فلسطینی اقلیت ہے۔

یہ خبر ہمارے مخالف مولویوں کے کانوں میں پڑی تو ان کے لئے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ثابت ہوئی۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مدیر نے ایک مولوی صاحب کے حوالہ سے شائع کیا کہ:

''1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہوچکے تھے۔'' (نوائے وقت 29/ دسمبر 1975ء صفحہ8، بحوالہ الفرقان مئی 1976ء)

رائی کا پہاڑ بنانے کا محاورہ شاید اس خبر پر سب سے زیادہ ثابت آتا ہے۔ کہاں کسی کا کہنا کہ چھ سو کی تعداد کی فلاں اقلیت کے لئے بھی فوج میں بھرتی کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ اور کہاں ان سب کو فوج میں شمار کر لینا، پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ چونکہ احمدیوں کی ایک کثیر تعداد پاکستان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے وہ چھ سو عربی احمدی کی بجائے پاکستانی قادیانی شمار کر لئے گئے۔ کیا کسی جگہ ایسا ہوسکتا ہے؟ شاید صرف پاکستان میں ایسا ممکن ہے۔

اب آگے دیکھیں کہ بعض اندھوں کو اندھیرے میں اور بھی دور کی سوجھی۔ چنانچہ ہفت روزہ چٹان نے لکھا:

''یہودی پروفیسر کی کتاب کے حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر 1972ء میں چھ سو قادیانی تھے تو اب ان کی تعداد یقیناً ہزاروں تک پہنچ چکی ہوگی، اور یہ اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہونے والے لوگ ظاہر ہے پاکستان کی فوج سے نکل کر وہاں گئے ہوں گے۔''

(چٹان 19/ جنوری 1976ء صفحہ16، بحوالہ الفرقان مئی 1976ء)

آج کل جب ہر قسم کے علوم پھیل چکے ہیں اور کسی امر کی بابت تحقیق کرنا اتنا مشکل نہیں رہا، یہ بات بآسانی معلوم ہوسکتی ہے کہ کتنے احمدی اسرائیلی فوج میں ہیں۔ اور آج اس طرح کا دعویٰ اور اعتراض ایک مضحکہ خیز بات سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، لیکن ان بیانات سے کم از کم قارئین کرام کو جماعت احمدیہ کے مخالف مولویوں کی کذب بیانیوں میں تفنن طبع کا کسی قدر علم ضرور ہو جائے گا۔

اب اس پر طرفہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب ان بے سروپا خبروں کی بناء پر اشتعال انگیزی کی فضاء پیدا ہوگئی ہر جگہ پر جماعت کی طرف سے چیلنج دیا گیا کہ کوئی چھ سو کیا چھ افراد بلکہ ایک فرد جماعت کے بارہ میں بھی ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ اسرائیلی فوج میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے ہی ایک مولوی کوثر نیازی صاحب جو اس وقت وفاقی وزیر بھی تھے نے حکومت کے نمائندہ کی حیثیت سے اعلان کیا جس کو مدیر اخبار ''لولاک'' نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا:

''انہوں نے بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کی سختی سے تردید کی کہ اسرائیلی فوج میں کچھ پاکستانی احمدی موجود ہیں اور انہیں اسرائیلی حکومت نے فوج میں شامل ہونے کی پیشکش بھی کی ہے۔ مولانا کوثر نیازی نے اسلام آباد میں حکومت پاکستان کی طرف سے اعلان کیا کہ اسرائیل میں پاکستانی احمدیوں کے موجود ہونے کی خبر قطعی غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے پاسپورٹ پر اسرائیل جایا ہی نہیں جاسکتا۔ اور پاکستان کی حکومت اپنے باشندوں کو ایک ایسے ملک میں جانے کی اجازت کیسے دے سکتی ہے جس کی عربوں کے ساتھ دشمنی ہے۔ اور جسے پاکستان نے تسلیم ہی نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر ذریعہ سے حکومت نے ان خبروں کے صحیح ہونے کے بارہ میں چھان بین اور تحقیقات کی ہیں اور یہ معلوم ہوا ہے کہ کوئی احمدی پاکستان سے اسرائیل نہیں گیا''۔

(لولاک 7/ مئی 1976ء بحوالہ الفرقان مئی 1976ء)

اب اس بیان کے بعد مذکورہ بالا اعتراض کو دہرانے والوں کے اعتراض کی اور ان کی دیگر باتوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ اس کا فیصلہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔

سب اعتراضات محض کذب بیانی اور بے ورق وثمر خشک درخت ثابت ہوئے جبکہ مسیح پاک کے کلمات طیبات کی صداقت کس شان سے پوری ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ: ''جس قدر مخالفت کی گئی اسی قدر زور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اس کا نام پہنچ گیا۔'' آج کل احمدیت کی تبلیغ کا زمین کے کناروں تک پہنچنا ان کلمات مبارکہ اور ان کے کہنے والے کے خدا کی طرف سے ہونے پر کافی دلیل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا ہی سچی بات فرمائی ہے کہ ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

عربوں اور بلاد عربیہ کے تعلق میں جماعت احمدیہ پر بعض اعتراضات کے پس منظر اور مختصر جوابات کے بعد اگلی قسط میں ہم خلافت ثالثہ کے عہد مبارک کے باقی واقعات کا ذکر کریں گے۔ **(باقی آئندہ)**

بقیہ: حضور انور کے دورہ بیلجیئم کی مختصر رپورٹ از صفحہ نمبر 12

ایک خاتون نے سوال کیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے اور کسی کو غیر مسلم قرار دینے کا حق کس کو ہے؟ اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کیوں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود جس کو آنحضرت ﷺ نے نَبِیُّ اللّٰہ کہا مان چکے ہیں۔ جبکہ دوسرے مسلمانوں کے مطابق ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق ہر وہ کلمہ گو مسلمان ہے جس نے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کیا۔ ایک اور حدیث میں صرف لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے الفاظ بھی ہیں۔ حضور انور نے حضرت اسامہؓ والا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک جنگ میں انھوں نے اس شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا تھا۔ اور جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے حضرت اسامہؓ سے استفسار فرمایا۔ جس پر انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس شخص نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ ان کے اس جواب پر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ کیا تم نے اس کا سینہ چیر کر دیکھا تھا؟ حضور انور نے فرمایا پس مسلمان کی یہ جو تعریف آنحضرت ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے۔ اس کے بعد کوئی حق نہیں رکھتا کہ وہ اس تعریف سے ہٹ کر اپنی مرضی سے مسلمان کی کوئی اور تعریف کرے۔ اور کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی کلمہ گو کو غیر مسلم قرار دے۔

دنیا میں قیام امن کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کے اگر اس ایک حصہ کو لے کر ہی اس پر عمل پیرا ہوا جائے تو دنیا میں ایک پرامن معاشرے کا قیام عمل میں آسکتا ہے اور وہ ہے ''ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا''۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہم آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے کر سکتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا ''جبرائیل مجھے ہمیشہ ہمسائے سے حسن سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال گزرا کہ کہیں ہمسائے کو وراثت میں بھی حصہ دار نہ بنا دیا جائے''۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سو گھروں تک ہمسائیگی کی حد بیان فرمائی ہوئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہر سو سو گھر کے بعد ہمسائیگی کی حدود مقرر ہوتی جائیں تو پھر یہ حد گلیوں، محلوں، قصبوں، شہروں اور ملکوں تک جا پہنچتی ہے جس سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

جماعت کی ترقی کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیت نے تو تین سو سال کے بعد ترقی کی تھی اور جماعت احمدیہ کو تین سو سال سے پہلے ہی غلبہ نصیب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مسز سعود رزاق صاحبہ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ ایک دفعہ انہیں بیلجیئم میں عربوں کی طرف سے منعقد کی جانے والی ایک کانفرنس میں شامل ہونے کا موقع ملا جس میں ''اسلام اور ڈیموکریسی'' پر بحث ہوئی۔ اس کانفرنس میں ایک تاریخ دان نے احادیث کی ثقاہت کے بارے میں اعتراض کیا جس پر وہاں موجود علماء نے غصے کا اظہار کیا اور جب مَیں نے بولنا چاہا تو علماء نے مجھے یہ کہہ کر روک دیا کہ تم عورت ہو تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ میں عورت کو رائے دہی کا پورا موقع دیا جاتا ہے اور یہ چیز جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق کو ظاہر کرتی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ نے عورت کو رائے دہی کا حق دیا ہوا ہے اور یہ حق آپ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ باقی یہ فرق اس لئے ہے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی اصل تعلیمات کو بھلا چکے ہیں۔ اور یہی امام مہدی کے آنے کی وجہ تھی کہ وہ آکر اسلام کی تعلیم کو اصل حالت میں قائم کرے۔ پھر حضور انور نے فرمایا جہاں تک حدیث کا تعلق ہے ہر وہ حدیث جو قرآن کریم کی تائید وتشریح کرتی ہے وہ درست ہے اور جو بات قرآنی تعلیمات سے ٹکرائے یا اس کے مخالف ہو وہ حدیث نہیں ہوسکتی۔ مس لیلیٰ صاحبہ نے حضور انور سے عرض کی کہ میں جب بھی علماء کے پاس کوئی سوال لے کر گئی ہوں تو ذہنی سکون نہیں ملا۔ اس پر حضور انور نے ان کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سکون عطا فرمائے۔ آپ کو ایمانی اور روحانی حالت میں ترقی دے۔ آخر پر حضور انور نے انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والے مہمان جو کئی دہائیوں سے بیلجیئم میں آباد ہیں کی خیریت دریافت فرمائی۔

خواتین کے ساتھ سوال و جواب کی یہ دلچسپ محفل قریباً 45 منٹ جاری رہی۔ حضور انور جب یہ مجلس برخاست کرنے کے بعد کمرے سے باہر تشریف لائے تو وہاں حضور انور کے دیدار کے لئے کھڑے نائیجر، گھانا، اسپین اور بیلجیئم کے احباب کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا۔ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیئم نے ایک بیلجیئن نیشنل نوجوان Dr Pieter Jan کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ ہمارے زیر تبلیغ ہیں۔ اس پر اس نوجوان ڈاکٹر نے کہا کہ مَیں تو احمدی ہوچکا ہوں۔ وہ اس طرح کہ گذشتہ دنوں جلسہ سالانہ یو۔ کے کے موقع پر ہونے والی عالمی بیعت کی تقریب جو MTA پر آرہی تھی مَیں دیکھ رہا تھا۔ اس وقت ٹی وی کی اسکرین پر ہی ہاتھ رکھ کر مَیں نے بیعت کر لی تھی۔ اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں نماز مغرب وعشاء کے بعد دستی بیعت کا شرف بھی عطا فرمایا۔

9 بج کر 35 منٹ پر حضور انور نے مارکی میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء پڑھائی۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت میں سورۃ الفلق اور دوسری رکعت میں سورۃ الناس جب کہ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورۃ الضحی اور دوسری رکعت میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد جماعت بیلجیئم سے تعلق رکھنے والے اٹھارہ بچے اور بچیوں کی تقریب آمین عمل میں آئی جنہوں نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا تھا۔ چونکہ اس کی قبل ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالی سے منظوری نہیں لی گئی تھی اس لئے تقریب شروع ہونے سے پہلے حضور انور نے مکرم امیر صاحب اور مبلغ انچارج بیلجیئم کو اس قسم کے پروگرام کی قبل از وقت منظوری حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے ہر بچے کو باری باری بلا کر قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا۔ ان خوش نصیب بچوں کے نام درج ذیل ہیں۔ عزیزم عبدالرحمان سیٹھی، عزیزہ صبغۃ الرحمان سیٹھی، عزیزم نجیب احمد ظفر، عزیزم لبید احمد ظفر، عزیزہ عائزہ چوہان، عزیزم مبارز احمد، عزیزم بہزاد اقبال، عزیزہ شکیلہ فاطمہ، عزیزم شان قمر، عزیزم وشال باسط، عزیزہ امۃ السبوح، عزیزم فراز احمد اعلیٰ، عزیزم شاہجہاں منصور، عزیزم عبدالسلام، عزیزہ فریحہ، عزیزہ عریشہ محمود، عزیزہ عطیہ زاہدہ، عزیزم سفیر احمد۔ تقریب مکمل ہونے پر حضور انور نے بچوں سے فرمایا کہ آپ کی آمین کی دعا بیعت کی دعا میں ہی شامل ہو جائے گی۔

تقریب بیعت

حضور انور نے مکرم Dr Pieter Jan جن کا ذکر اوپر آچکا ہے سے دستی بیعت لی اور آخر میں پرسوز دعا کروائی۔ اس موقع پر مارکی میں موجود احباب نے نعرے بلند کئے۔ جس پر حضور انور نے انہیں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے رات کے وقت نعرے نہ لگانے کی ہدایت فرمائی۔ آخر پر حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین نے نظمیں گا کر حضور انور کا استقبال کیا۔ اس طرح حضور انور بیلجیئم تشریف لانے کے بعد تمام تر وقت مسلسل جماعتی امور کی انجام دہی میں گزارنے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ آج دن بھر سخت گرمی رہی۔ برسلز میں درجہ حرارت 30 سنٹی گریڈ رہا۔ **(باقی آئندہ)**

خطبہ جمعہ

صرف احمدیت قبول کرلینا ہی ہمارے لئے کافی نہیں بلکہ قرب الٰہی کے راستوں کی تلاش بھی ہم ہمیشہ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اور تڑپ ہمارے عملوں سے نظر آتی ہو۔

بہت دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ جب اس نے ہمیں زمانہ کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ان معیاروں کے حصول کی بھی توفیق عطا فرمائے جو آپ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں۔

تم اپنے آپ کو سنبھالو اور اپنی حالت کو درست کرو۔ تم کو کس نے داروغہ بنایا ہے جو تم لوگوں کے اعمال کی پڑتال کرتے پھرو۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کا خطبہ جمعہ سے افتتاح اور افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح)

مکرم طٰہٰ قزق صاحب آف اُردن کی وفات پر ان کے خصائل حمیدہ کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 14؍اگست 2009ء بمطابق 14ظہور1388ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ۔منہائیم (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

الحمدللہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ میرے اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ یہ جلسے بھی ایک خاص مقصد لئے ہوئے ہوتے ہیں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور اشتہارات میں ذکر فرمایا ہے اور وہ باتیں یا مقاصد جن کے لئے آپؑ نے جلسے کا اہتمام فرمایا ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ خدا تعالیٰ کی معرفت محض اس کے فضل سے بڑھے اور بڑھانے کی توفیق ملے۔ تیسرے یہ کہ آپس میں محبت، پیار، اخوت اور بھائی چارہ بڑھے اور چوتھے یہ کہ تبلیغی سرگرمیوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔

پس آپ میں سے ہر ایک ان مقاصد کو سامنے رکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل جو روحانی ماحول میسر آیا ہے اور اس ماحول کو پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ یہاں کے پروگرام ایسے بنائے جاتے ہیں کہ ماحول پیدا ہو۔ پروگراموں میں عبادات کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔ فرض نمازوں کے ساتھ تہجد کا بھی انتظام ہے تاکہ وہ جن کے لئے انفرادی طور پر تہجد پڑھنا مشکل ہے، اٹھنا مشکل ہے، اجتماعی تہجد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان تین دنوں میں اس میں شامل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے عین ممکن ہے کہ وہ ان دنوں میں سنجیدگی سے دعائیں کریں تو بہت سوں کو پھر تہجد مستقل پڑھنے کی عادت بھی پڑ جائے۔ نوافل کی طرف توجہ پیدا ہو۔ ذکر الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ کیونکہ ایک احمدی سے اس ماحول میں جو جلسے کا ماحول ہے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان دنوں میں جہاں وہ دینی باتیں سن کر دینی علم بہتر کرنے کی کوشش کرے، اپنی دینی اور روحانی حالت کو سنوارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کی کوشش کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کے لئے عبادات اور ذکر الٰہی بہت اہم ہیں۔ جب یہ ایک کوشش سے کی جائے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے معرفت الٰہی میں ترقی کا باعث ہوتی ہے۔ پس یہ معرفت الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے آپس میں محبت و پیار کی فضا بھی پیدا کرتی ہے۔ اس طرف توجہ دلاتی ہے اور ایک تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے اور انسانیت کو اس سے فیضیاب کرنے کے لئے دعاؤں کی طرف بھی مائل کرتی ہے۔ یہ سب کچھ بیشک خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے لیکن اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں پہل کرتے ہوئے تمہاری حالتوں کو سنواروں گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہمیں خدا تعالیٰ کا یہی پیغام ملا ہے اور قرآن کریم میں بھی کہ تم ایک قدم آؤ میں دو قدم بڑھوں گا۔ تم چل کر آؤ میں دوڑ کر آؤں گا۔

(صحیح مسلم باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللّٰہ)

پس یہ قدم بڑھانے اور چل کر خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے عمل ہمیں پہلے کرنے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی وسیع تر رحمت کی وجہ سے ہمارے اٹھنے والے قدموں کی گنتی کو کئی گنا بڑھا دے گا اور ہمارے چلنے کے فاصلوں کو جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے اور اس کا فضل چاہنے کے لئے طے کئے جا رہے ہیں اس طرح کم کردے گا کہ اس دُوری اور بُعد کا احساس ہی ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہی بات آپ کو قرآن کریم میں بھی فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کی اپنے راستوں کی طرف راہنمائی کریں گے۔ پس یہ ہے خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کے لئے پیارا انداز۔ ایک تو اس کے اپنے بندوں پر عمومی انعامات اور احسانات ہیں ربّ ہونے کے ناطے اور رحمٰن ہونے کے ناطے۔ اور ایک وہ سلوک ہے جو خاص بندوں سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور جب اس سلوک سے حصہ پانے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں تو وہ انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جاتا ہے اور اپنے انعامات کی بارش ان پر برساتا چلا جاتا ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جب ہم یہاں اپنے دنیاوی دھندے چھوڑ کر جمع ہوتے ہیں، کاروباروں کو چھوڑ کر جمع ہوتے ہیں، ملازمتوں سے رخصتیں لے کر جمع ہوتے ہیں تو پھر خالص ہو کر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے بن جائیں ورنہ ہمارا اس جلسے میں آنا محض دنیاوی اغراض کے لئے ہوگا اور اس بات سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت کراہت فرمائی ہے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا آپ کا مقصد تو ہمیں معرفت الٰہی میں ترقی دلوانا تھا۔ اپنی جماعت کے افراد کو ان معیاروں کی طرف راہنمائی کرنا اور لے جانا تھا جن کے نمونے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے ہمارے سامنے قائم فرمائے۔

آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’بموجب تعلیم قرآن شریف ہمیں یہ امر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے کرم، رحم، لطف اور مہربانیوں کے صفات بیان کرتا ہے اور رحمٰن ہونا ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف فرماتا ہے کہ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:40) اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) فرما کر اپنے فیض کو سعی اور مجاہدے پر منحصر فرماتا ہے۔ نیز اس میں صحابہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا طرز عمل ہمارے واسطے ایک اسوہ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلدپنجم صفحہ:507۔جدید ایڈیشن)۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔سورۃ العنکبوت آیت 70جلد سوم صفحہ 632)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار

طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدے کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجالاؤ۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ:507-506۔ جدید ایڈیشن) (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ633)

آپؑ فرماتے ہیں: ”توبہ استغفار، وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔......... پوری کوشش سے اس کی راہ میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے“۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ منزل مقصود تک پہنچنا ہی ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے اور ایک مومن کی منزل مقصود دنیاوی بڑائی اور مقام حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنا ہے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کرنا ہے اور انہیں ادا بھی کرنا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دے کر معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے صراط تقسیم کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ان راستوں کی طرف راہنمائی فرمائی جن پر چل کر آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے خدا تعالیٰ کا قرب پایا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مقصود بنایا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ جس کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے ہمیں یا ہمارے باپ دادا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی آگے بڑھ کر ان راستوں پر چلنے کی بھی کوشش کریں اور یہی حقیقی شکر گزاری ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مزید وارث بناتی چلی جائے گی۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العکبوت:70) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنی محبت کا ایک عجیب اظہار فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کی حدیث بھی اسی کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی طرف چل کر آنے پر دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ لفظ استعمال فرمایا ہے کہ جَاھَدُوْا فِیْنَا ۔ یہ الفاظ جو ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلی کوشش بہر حال بندے نے کرنی ہے اور معمولی کوشش نہیں بلکہ بھرپور کوشش۔ لفظ جَھَدَ کا مطلب ہے کہ نیکی کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ مستقل مزاجی سے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے استقلال دکھانا اور برائی کے خلاف اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیزاری کا اظہار کرنا اور عملی قدم اٹھانا۔ اب یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ انسان کہے کہ مَیں نے صحیح راستے پر چلنے کی کوشش کی تھی لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا کوئی راستہ نہیں دکھایا۔ ہدایت کے راستے کے لئے برائیوں سے بیزاری شرط ہے۔ ہر طرح کی کوشش شرط ہے اور مستقل مزاجی شرط ہے۔ جب یہ شرطیں پوری ہوں گی تو خدا تعالیٰ جس نے انسان کو برے اور بھلے کی تمیز بھی عطا فرمائی ہے۔ اس کی آزادی بھی دی ہے اور شیطان کو بھی انسان کو ورغلانے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ فرماتا ہے کہ برائی اور دنیاداری میں بظاہر زیادہ آسائش اور چمک دمک نظر آنے اور شیطان کے اس کو خوبصورت کرکے دکھانے کے باوجود جب میرا بندہ میری طرف آنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور کرے گا تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مَیں اس کو پھر آگ کے کنویں میں گرنے دوں۔ یقیناً پھر میں اس کو آگ کے کنویں میں گرنے سے بچاؤں گا اور جب انسان یہ کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ایک پیار کرنے والی ماں کی طرح دوڑتا ہوا آتا ہے اور اپنے بندے کو ایک بچے کی طرح اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔ پس اگر کبھی اس تعلق میں کمی آتی ہے جو خدا اور بندے کا ہے تو بندے کی کوتاہی کی وجہ سے کمی آتی ہے۔ اس ناخلف بچے کی وجہ سے آتی ہے جو اپنے ماں باپ کو ان کا مقام نہیں دیتا۔ ورنہ ماں تو اپنے بچے کی ہر پکار پر بے چین ہو کر اس کی طرف دوڑتی ہے۔ پس یہ انسان کا کام ہے کہ ناخلف بچے کی طرح نہ بنے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ کمزور اور ناتواں سمجھے اور کبھی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی مدد سے مستغنی نہ سمجھے۔ اصل غنی تو خدا تعالیٰ ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ تمام جہانوں کا رب ہے لیکن اس کے باوجود بندے کی پکار کی انتظار میں رہتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھے پکارے تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں۔

پس یہ ماحول جو ہمیں ملا ہے جس میں ہم آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تین دن گزاریں گے اس میں ہر مرد، عورت جوان اور بوڑھا اپنے جائزے لیتے ہوئے خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگے اور کوشش کرے کہ خدا تعالیٰ مجھے ہمیشہ ایک کوشش کے ساتھ اپنے راستوں پر چلتے رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ جب تمام دعائیں ایک مقصد کے لئے یکجا ہو کر آسمان کو پہنچتی ہیں اور مقصد بھی وہ جس کے حصول کے لئے خود خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توجہ دلائی ہے تو پھر یقیناً یہ دعائیں اور کوششیں بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ پس جیسا کہ جَھَدَ کے معنی میں مَیں نے بتایا تھا کہ تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نیکیوں کو اختیار کرتے ہوئے اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے انتہائی کوشش کے ساتھ ان برائیوں کو ترک کرتے ہوئے جب ہم دعا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ صرف احمدیت قبول کر لینا ہی ہمارے لئے کافی نہیں بلکہ قرب الٰہی کے راستوں کی تلاش بھی ہم ہمیشہ جاری رکھیں اور ہمارے پیش نظر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اور تڑپ ہمارے عملوں سے نظر آتی ہو۔ ہمیشہ ہم اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ ہمارا ہر نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طرف لے جانے والا ہو۔ اگر ہم نیک نیتی سے صدقہ دینے والے ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی نمازوں کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں گے۔ روزے کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں گے لوگوں سے ہمدردی کرنے والے بھی ہوں گے۔ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے بھی ہوں گے۔ اپنے رشتوں کے حق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ بیوی خاوند کے اور خاوند بیوی کے جذبات کا احترام کرنے والا بھی ہوگا۔ امانتوں کے حق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ نہ کہ دھوکے سے ایک دوسرے کا مال کھانے والے۔

پس ایک نیکی کی کوشش جب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نیکی پھر آگے بچے دیتی چلی جاتی ہے، جو خدا تعالیٰ کی خاطر روزے میں بھوکا رہتا ہے تاکہ اس کی رضا حاصل کرے اس سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرض عبادات اور نمازیں وغیرہ جو ہیں ان کو ادا نہیں کرے گا؟ اور اس کی تمام شرائط کے ساتھ نمازوں کو ادا کرنے کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوگی۔ جو اپنا مال خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربان کرتا ہے۔ یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ وہ دھوکے سے دوسروں کا مال کھائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردی نظام وصیت میں کوئی شامل ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے شامل ہے تو ایسا شخص پھر مسلسل اس کوشش میں رہے گا اور رہنا چاہئے کہ وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے تمام حق جو ہیں وہ فرائض اور نوافل کی صورت میں ادا کرے اور بندوں کے تمام حقوق بھی فرائض اور نوافل کی صورت میں ادا کرے۔

پس یہ وہ اصل جہاد ہے جو جب مستقل مزاجی سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو ایک کے بعد دوسری نیکی کی طرف متوجہ کرتا چلا جاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں خدا تعالیٰ پھر خود اپنی طرف آنے کے لئے راستے اسے دکھاتا چلا جاتا ہے اور ایک منزل کے بعد دوسری منزل کی طرف جانے کی طرف اللہ تعالیٰ پھر راہنمائی فرماتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے لئے عبادات بھی ضروری ہیں، استغفار بھی ضروری ہے، ذکر الٰہی بھی ضروری ہے۔ کمزوریوں کو ڈھانپے جانے کے لئے مستقل دعاؤں کی ضرورت ہے۔ مستقل اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ توبہ، استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو پانے کا ذریعہ ہے۔ ان دنوں میں اس طرف بھی خاص توجہ دیں۔

استغفار کی حقیقت اور اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقے کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنی اَور بھی وسیع کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی مراد کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہو ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کرکے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قبولیت کے ذریعے بگڑنے سے بچاوے۔......... پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے“۔

فرمایا ”جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی“۔ (مرزا غلام احمد اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ 667-668)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پس یہ ہے استغفار کی وہ گہری حکمت جس کو پیش نظر رکھ کر ہمیں استغفار کرنی چاہئے۔ انسان کمزور ہے اپنی طاقت سے برائیوں سے بچ نہیں سکتا اور نفس امارہ بعض دفعہ انسان پر غالب آجاتا ہے۔ امارہ کہتے ہیں جو بدی کی طرف رغبت دلانے والا ہو۔ سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کرنے والا ہو۔ انسان کے نفس کے اندر یہ شیطان اُٹھتا رہتا ہے۔ پس اس سرکشی سے اس بغاوت اور برائی سے تبھی بچا جاسکتا ہے جب بار بار خدا تعالیٰ کو انسان پکارے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ میں ہر راستے سے تیرے بندوں کو ورغلانے اور انہیں برائیوں کی طرف مائل کرنے کے لئے آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ جو میرے خالص بندے ہیں وہ کبھی بھی تیرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ پس شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے انسان کو بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ شیطان نے انسان کو بڑی بڑی امیدیں دلا کر ورغلانے کی کوششیں کی ہیں اور کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے استغفار کا ذریعہ ہمارے سامنے رکھا ہے اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوشش کریں گے ان کو مَیں ہدایت کے راستے دکھاؤں گا اور جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں یہ مستقل مزاجی سے کوشش ہے۔ اگر شیطان ہر راستے پر ورغلانے کے لئے بیٹھا ہے تو خدا تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ جو ایک کوشش سے میری طرف آئیں گے۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم انہیں اپنے راستے کی طرف ہدایت دیں گے۔ پس استغفار بھی جو خالص ہو کر مستقل مزاجی سے کی جائے اللہ تعالیٰ سے برائیوں کے خلاف طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس اصل کو سمجھیں اور اس روحانی ماحول میں فائدہ اٹھاتے ہوئے اس روحانی ماحول سے اپنے نفسوں کے جائزے لیتے ہوئے اپنی تمام روحانی اور اخلاقی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ان کے دل میں ایک درد ہو، ایک تڑپ ہو اور کوشش کے ساتھ خدا تعالیٰ سے اس کی طاقت چاہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی یہ بھی خوبصورتی ہے کہ ہر ہر لفظ اپنے اندر حکمت لئے ہوئے ہوتا ہے۔ مثلاً فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو۔ اب انسان تو کمزور ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس میں بشری کمزوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کوئی انسان کامل پیدا کیا ہے تو ایک ہی انسان کامل تھا جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ بشری کمزوریاں بیشک انسان میں رہتی ہیں لیکن استغفار کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ظاہر نہ ہوں۔ کبھی ایسی حالت نہ آئے جو ان کو ظاہر کرنے والی ہو۔ اگر کبھی ایسی حالت آتی ہے تو فوراً استغفار کی وجہ سے خدا تعالیٰ وہ طاقت عطا فرمائے کہ اس کا اظہار نہ ہو سکے۔ مثلاً غصہ ہے جب بہت سارے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں بعض واقعات ایسے ہو جاتے ہیں۔ انسان کے اندر اس کا مادہ بھی ہے اور جب کوئی ایسی حالت جو کسی شخص کے لئے ناپسندیدہ ہو تو غصہ کی صورت میں اس کا اظہار ہوتا ہے لیکن جب استغفار کی ڈھال کے اندر ایک انسان رہ رہا ہو تو بے محل غصہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر انسان کو جائز غصہ آئے گا بھی تو وہ مغلوب الغضب ہو کر نہیں آئے گا بلکہ اصلاح کے لئے آئے گا۔ پھر اور بھی بہت سی بشری کمزوریاں ہیں جو ہر ایک کی طبیعت کے لحاظ سے کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ہیں۔ لیکن اگر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی خواہش ہوگی اور اس کے لئے کوشش ہوگی تو اللہ تعالیٰ برائیوں کو دور کرنے اور ان کے بدنتائج سے پھر انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو اصل انسانی فطرت ہے وہ نیکی کی طرف لے جانے والی ہے۔ نیک فطرت ہے اور یہ فطرت وہ ہے جس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ نیک فطرت پیدا ہوتا ہے اور بڑے ہونے تک وہ جس ماحول میں رہ رہا ہوتا ہے اس کا ماحول اسے وہ بناتا ہے جو نظر آ رہا ہوتا ہے۔ پس استغفار اس نیک فطرت کو بھی ابھارتی ہے اور بدی کو اس طرح دبا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور طاقت سے اس کا اظہار نہیں ہوتا اور پھر اس کو یعنی نیکیوں کو مستقلاً اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے بھی استغفار کی ضرورت ہے۔

پس ان دنوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے جائزے لیں اور بہت دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ جب اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ان معیاروں کے حصول کی بھی توفیق عطا فرمائے جو آپ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں۔ صرف دنیاداری اور دنیاوی چیزوں میں آگے بڑھنا ہمارا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور نیکیوں میں سبقت لے جانا ہمارا مقصود ہو۔ کسی کی دولت دیکھ کر زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی خواہش نہ ہو۔ اگر دولت کمانے کی خواہش ہو تو وہ بھی اس لئے کہ دین کی خاطر اسے خرچ کروں اور کسی کو اگر کوئی خواہش ہو دلی درد کے ساتھ تو کسی کو نیکیوں میں آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی خواہش ہو اور تڑپ ہو اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد اور طاقت مانگنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں کے نیک اثرات ہر ایک میں پیدا فرمائے۔

کارکنان ہیں تو وہ بھی چلتے پھرتے، کام کرتے، ذکر الٰہی اور استغفار کرتے رہیں اور اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے جن سے حسن سلوک اور حسن خُلق سے پیش آنا ان کا فرض ہے۔ اور یہ اس لئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے مسیح و مہدی کو فرمایا تھا اور آج یہ ہماری ذمہ داری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب فرمایا تھا کہ يَاتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کہ کثرت سے لوگ آئیں گے اور ایسے راستوں سے آئیں گے جو اُن کے چلنے سے گہرے ہو جائیں گے۔ تو آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی فرمایا ہے کہ لوگوں کی کثرت دیکھ کر پریشان نہ ہو جانا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش خلقی کی تلقین فرمائی۔ پس جو کارکنان ہیں، ہمارے میں سے کام کرنے والے ہیں، ہمارا بھی یہ کام ہے کہ ان دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی انتہائی خوش خُلقی کے ساتھ خدمت کریں۔ اور پھر کارکنوں کے لئے دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ وہ روحانی ماحول بھی انہیں میسر ہے جو اپنے نفسوں کو پاک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اور جو آنے والے مہمان ہیں وہ اگر سوچیں تو ان کے لئے بھی دوہری خوشی ہے۔ اس کے لئے پھر انہیں خدا تعالیٰ کے آگے شکر کے جذبات سے سر جھکانے والا بننا چاہئے۔ ایک خوشی تو یہ ہے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اس الہام کو پورا کرنے والے بنے کہ يَاتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور دوسرے دور دراز کے سفر کر کے آنے کی وجہ سے اور اس جلسے میں شامل ہونے کی وجہ سے ان دعاؤں سے فیض پانے والے بھی بنے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔ پس جن لوگوں کے آنے کا الہام میں ذکر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے آپ کے پاس آتے تھے یا آئے تھے۔ اگر یہ بات ہر ایک اپنے ذہن میں رکھے تو ہر احمدی دوسرے کے لئے محبت اور مؤدت کا اظہار کرنے والا بن جائے اور عبادت گزار بننے کی کوشش کرنے والا بن جائے۔ عبادتوں کی طرف رغبت پیدا ہو۔ عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور پھر جب استغفار کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ اس کو قائم رکھنے کے لئے مستقل کوشش ہو رہی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کمزوریوں کو بھی دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ جس کی وجہ سے آپس کے تعلقات متاثر ہو رہے ہیں، عہدیداروں کو افراد جماعت سے اور افراد جماعت کو عہدیداروں سے شکایات پیدا ہو رہی ہیں یا ہوتی رہتی ہیں۔ پس اگر خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے حصول کے لئے اس جلسہ میں شامل ہوتے ہیں تو ان توقعات پر پورا اترنے کی ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور اس پر کاربند ہونا چاہئے اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی سے ایک پاک نمونہ پیدا کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:605-604۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا: ’’معاہدہ کر کے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم ۔ صفحہ605۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں ’’جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونے کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:456۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا ’’اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتا ہے، توبہ نہ کرنے والا گناہ کی طرف جھکتا ہے اور گناہ آہستہ آہستہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ کوئی ما بہ الامتیاز بھی تو پیدا کرو۔ تم میں اور تمہارے غیروں میں اگر کوئی فرق پایا جاوے گا تو جب ہی خدا بھی نصرت کرے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ:606۔ جدید ایڈیشن)

فرماتے ہیں ’’تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی۔ چاہئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ:272 ۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا ’’پس ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو۔ (ذہنوں میں سوچتے رہو) اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کا عمدہ نمونہ پیش کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ:605۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں ’’ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے‘‘۔ جتنی دیر جلسہ میں رہتے ہیں بعض لوگوں کو بڑا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ’’اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کے لئے بڑا جوش پیدا ہوتا ہے۔ مگر پھر غفلت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:279۔ جدید ایڈیشن)

کسی احمدی کی برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کسی نے پوچھا کہ کیا اسے احمدی کہنا چاہئے یا کافر کہنا چاہئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ’’تم اپنے آپ کو سنبھالو اور اپنی حالت کو درست کرو۔ ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ الگ ہے۔ تم کو کس نے داروغہ بنایا ہے جو تم لوگوں

کے اعمال کی پڑتال کرتے پھرو اور ان پر کفر یا ایمان کا فتویٰ لگاتے پھرو۔ مومن کا کام نہیں کہ بے فائدہ لوگوں کے پیچھے پڑتا رہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:532-531۔جدید ایڈیشن)

پس نیکیوں کو پھیلانے کی یہی اصل ہے کہ ہر ایک اپنے جائزے لے کر نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرے اور یہی چیز ہے جو جماعت کے تقویٰ کے معیار کو بڑھائے گی۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی کمزور ہو تو اس کے حق میں برا بولنے میں جلد بازی نہ کرو''۔

اس بارہ میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپؑ نے ایک دفعہ فرمایا کہ پہلے چالیس دن دعا کرو۔ پھر اصلاح کی غرض سے اس کے سامنے اس کا ذکر کرو اور لوگوں میں پھیلانے کی بجائے وہاں بات پہنچاؤ جہاں اس کی اصلاح ہو سکے۔

''پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہیں ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی، خدا ترسی، اتقاء کے قائل ہو جائیں''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:271۔جدید ایڈیشن)

فرمایا ''یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذرِ قلب تک پہنچتی ہے''۔ اصلی حالت جو دل کی ہے اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ''پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے۔ بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں۔ مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے اور ساتھ ہی اس کے فضل اور امداد کی درخواست کی جائے''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ:271۔جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ نصائح جو آپؑ نے جماعت کو کیں جن میں سے کچھ مَیں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی اگر اپنے جائزے لے کہ میں کس حد تک ان پر پورا اترتا ہوں تو یقیناً یہ اصلاح نفس کا باعث بنے گا۔ ہمیں ان برکات سے فیضیاب کرنے والا بنائے گا جن کے حصول کی خواہش کے لئے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے گا کہ ہم پھر اس کے فضلوں کو جذب کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہد بیعت کو ہمیشہ نبھانے والے بنیں اور اس کے نتیجہ میں آپ علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بنیں۔ دنیا کی چمک دمک اور ہماری نفسانی اغراض کبھی ہمیں ان برکات سے محروم نہ کریں اور نہ کرنے والی بنیں جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے حقیقی رنگ میں وابستہ رہنے والوں کے لئے مقدر فرمائی ہیں۔

جلسہ کے ان دنوں میں جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں اپنے ان بھائیوں کے لئے بھی دعا کریں، ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جو پاکستان یا دنیا کے کسی بھی ملک میں احمدیت کی وجہ سے مخالفین کی سختیوں اور دشمنیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ آجکل ان میں پاکستان میں تو جو شدت ہے وہ ہے۔ اس کے علاوہ ملائشیا میں بھی احمدیوں کے خلاف کافی محاذ ہے۔ حکومت کافی سرگرم ہے۔ اور آج ملائشیا کا جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے۔ باوجود ساری پابندیوں کے بڑے مشکل حالات میں اپنا جلسہ بھی منعقد کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور کسی بھی قسم کی مشکل ان کو درپیش نہ ہو اور دشمن کے ہر حیلے اور حملے سے وہ محفوظ رہیں۔

آپ میں سے ہر ایک ہمیشہ یاد رکھے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل جو مالی کشائش اور ذہنی سکون کی صورت میں ہیں یا آپ کسی بھی طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہیں یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی برکت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے عہد بیعت کو وفا اور اخلاص سے نبھاتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ بات راسخ کر دیں کہ آج تم جو کچھ بھی ہو جماعت کی وجہ سے ہو اس لئے جماعت اور خلافت سے کبھی اپنے تعلق کو کمزور نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض ایک دو انتظامی باتیں بھی مَیں کہہ دیتا ہوں۔ آج کل جو دنیا کے حالات ہیں وہ ہر جگہ ہیں۔ گو سکیورٹی کا انتظام یہاں اس طرح تو نہیں کیا گیا جس طرح یو۔کے کے جلسہ سالانہ پر کیا گیا تھا۔ لیکن ہر احمدی جو ہے وہ محتاط ہو۔ ایک دوسرے کو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کو چیک کرے۔ اسی طرح یہاں جو گیٹ پر سکیورٹی ہے ان کو بھی چیک کرنا چاہئے۔ نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہر ایک کو ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی سے محفوظ رکھے۔

اسی طرح سوائن فلو آج کل یورپ میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ امیر صاحب نے کہا ہے یہاں قانون کی وجہ سے اس طرح دوائی نہیں دی جا سکتی جس طرح انگلستان کے جلسے میں، برطانیہ کے جلسے میں ہر ایک کو ہم نے دی تھی لیکن کسی کو اگر شک ہو تو ہومیو پیتھ یہاں آئے ہیں ان سے بھی دوائی لے سکتے ہیں اور ان کو فوری طور پر ہسپتال سے بھی رجوع کرنا چاہئے۔

اور اس وقت ایک افسوسناک خبر بھی ہے۔ ہمارے بہت پیارے مخلص اور وفا شعار دوست مکرم طٰہٰ قزق صاحب جو اُردن سے تعلق رکھتے تھے۔ دو دن پہلے ان کی وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ طٰہٰ قزق صاحب حیفا کی معروف قزق فیملی سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ان کے والد حیفا میں دوسرے احمدی تھے جبکہ ان سے قبل رُشدی بُسطی صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ یہیں سے پھر احمدیت قریب کی بستی کبابیر میں پھیلی اور 1928ء میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس وہاں پہلے مبلغ تھے۔

طٰہٰ قزق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد احمدی ہوئے تو مَیں ابھی چھوٹا ہی تھا۔ والد صاحب کی بہت مخالفت ہوئی تھی اور مولویوں کے کہنے پر بچے ان کو ٹماٹر اور گندے مالٹے مارا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک بار مخالفین نے والد صاحب کو اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ مولوی لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے قرآن بدل دیا ہے۔ قبلہ بدل دیا ہے۔ تو یہ کہتے ہیں میں چھپ کر والد صاحب کو دیکھا کرتا تھا کہ کیا واقعی انہوں نے قرآن اور قبلہ بدل دیا ہے؟ مگر مَیں دیکھتا تھا کہ والد صاحب اسی طرح قرآن کی تلاوت کرتے ہیں جیسی پہلے کیا کرتے تھے اور اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے جس قرآن کی پہلے کیا کرتے تھے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں جس طرح پہلے پڑھا کرتے تھے۔ تو مَیں اس بات پر بچپن میں مولویوں کے جھوٹ پر حیران ہوا کرتا تھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں اور اس بات پر میرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان مضبوط ہوتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفت بھی بچوں کے ایمان مضبوط کرتی رہی اور آج بھی کر رہی ہے۔

طٰہٰ قزق صاحب کے جو والد تھے انہوں نے ایک خواب کی بنا پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کا ایک فوت شدہ رشتہ دار انہیں خواب میں کہتا ہے کہ اے حاجی محمد جلدی کرو احمدیوں نے مدینہ منورہ کو فتح کر لیا ہے۔ چنانچہ اگلے روز انہوں نے حضرت شمس صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور طٰہٰ قزق صاحب خود بھی اخلاص میں بہت بڑھتے چلے گئے اور 70ء کی دہائی میں انہوں نے جلسہ پر ربوہ آنا شروع کیا اور باقاعدگی سے جب تک ربوہ کے جلسے ہوتے رہے وہاں آتے رہے۔ اس کے بعد یہاں کے جلسوں پر آتے رہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب ہجرت کر کے لندن آئے ہیں تو اگلے روز ہی وہ پہنچ گئے تھے۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ ان کے ہر عمل سے اس کا اظہار ہوتا تھا۔ جب بھی وہ ملتے تھے تو ان سے ایک فدائیت ٹپک رہی ہوتی تھی۔ دو سال تک آتے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے 1/8 حصے کے موصی تھے اور وہاں جماعت کے حالات کیونکہ ایسے ہیں تو ان کو ڈر تھا کہ وصیت کی ادائیگی میں مشکلات آسکتی ہیں اس لئے بڑی فراخ دلی سے جماعت کی مالی امداد اور ذرائع سے کرتے رہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ کا منصوبہ شروع کیا ان کی زندگی میں دو جلدیں چھپی تھیں۔ اب گزشتہ چھ سال میں آٹھ چھپ گئی ہیں اور نویں بھی تیار ہو رہی ہے تو انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اس ترجمہ کا سارا خرچ دوں گا اور اب تک ان کے خرچ سے یہ شائع ہو رہی ہے۔ ان کا گھر جو تھا وہ جماعت کا بڑا مرکز تھا۔ مرکزی نمائندگان اور مبلغین کی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔

گزشتہ چند ماہ سے زیادہ بیماری آ گئی تھی، بیہوشی کی حالت بھی رہی ہے۔ بہرحال 12راگست کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے پسماندگان میں 3 بیٹے، بیٹیاں اور 20 کے قریب پوتے پوتیاں ہیں۔ ایک پوتے حسام قزق صاحب جو ہیں وہ جماعت کے ساتھ بہت زیادہ اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو مزید بڑھاتا چلا جائے۔ اور ان کی باقی نسل کو بھی، اولاد کو بھی جماعت سے اخلاص و وفا میں بڑھاتا رہے اور ان پر اپنی مغفرت کی چادر ڈالے اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے، اپنے پیاروں میں جگہ عطا فرمائے۔ ابھی نماز جمعہ اور عصر جمع ہوں گی۔ اس کے بعد مَیں انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کروں گا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

تفسیر صغیر

(بامحاورہ اردو ترجمہ مع تفسیری نوٹس و انڈیکس)

کی تکمیل واشاعت اور حیرت انگیز مقبولیت

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو اپنی عمر کے آخری دور میں سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ حضور کی زندگی میں آپ کے ذریعہ پورے قرآن مجید کا ایک معیاری اور بامحاورہ اردو ترجمہ مختصر مگر جامع نوٹوں کے ساتھ شائع ہو جائے۔

سفر یورپ 1955ء سے واپسی کے بعد اگرچہ حضور کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ موعود کی روح القدس سے ایسی زبردست تائید فرمائی کہ آپ نے جون 1956ء میں مری کے پہاڑوں پر ترجمہ قرآن املاء کرانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25 راگست 1956ء کو مکمل ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس ترجمہ کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"باقی زبانوں کے ترجمہ میں کئی جگہ اُردو کا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے زیادہ مفید ہوگا کیونکہ بعض ترجمہ کرنے والے اُردو بھی جانتے ہیں اور یہ ترجمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے زیادہ علمی اور واضح ہے اور اس طرح کیا گیا ہے کہ تفسیر کی ضرورت بہت کم رہ جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے نوٹوں سے مشکل جگہوں کو حل کر دیا گیا ہے اور اکثر جگہوں پر ترجمہ ہی ترتیب قرآن پر دلالت کر دیتا ہے"۔

اسی طرح فرمایا: "میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اُردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس میں رکھا گیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما دی"۔

حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) فرماتی ہیں کہ:

"قرآن مجید سے آپ کا جو عشق تھا اور جس طرح آپ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپ کے متعلق پیشگوئی کہ "کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"، اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں تفسیر صغیر لکھی، نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا، نہ کھانے کا۔ بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہو گئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی 1956ء میں۔ طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی مگر بھی کمزوری باقی تھی۔ ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں۔ لیکن آپ کو ایک دُھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہتے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں پارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے۔ وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے تیز بخار ہو گیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں ہی سے یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی۔ ان سے کہا کہ مَیں نے دوا کھالی ہے آج بالکل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کر لیں۔ آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہو گیا"۔

ترجمہ پر نظر ثانی

جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قرآن مجید کا ترجمہ اور نوٹس املاء کروا چکے تو حضور کی خدمت میں سارا ترجمہ خوشخط لکھوا کر پیش کر دیا گیا۔ آپ نے اس کا جائزہ لینے کے بعد اس پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ حضور نے مکرم ابوالمنیر نورالحق صاحب اور مکرم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زودنویسی کو ارشاد فرمایا کہ آپ دونوں اصحاب مع ضروری کتب لغت و تفاسیر کے قصر خلافت میں روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے حاضر ہو جایا کریں ۔ یکم رمضان المبارک 1957ء (بمطابق اپریل 1957ء) کو حضور نے ترجمہ پر نظر ثانی کا کام شروع کیا۔ .... اور صحت کی پرواہ کئے بغیر سخت محنت کرتے ہوئے رمضان المبارک میں ہی نظر ثانی کا کام ختم کر لیا۔ ...... اور 31 رمئی 1957ء سے 15 رجون 1957ء تک تیسری بار مسودہ کو ملاحظہ فرمایا۔ روزانہ صبح آٹھ بجے کام شروع ہوتا اور ڈیڑھ دو بجے دوپہر تک مسلسل جاری رہتا۔ اس طرح حضور روزانہ ایک پارہ کا ترجمہ ملاحظہ فرما کر اس کی تصحیح فرماتے اور تفسیری نوٹوں میں مناسب اضافہ فرماتے۔

ترجمہ پر نظر ثالث کے دوران اکثر چھ چھ گھنٹے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ وقت صرف ہوتا۔ کئی دفعہ کام کے دوران کھانے کا وقت آجاتا اور باوجود ڈاکٹری ہدایت کے کہ حضور کے لئے بروقت کھانا تناول کرنا ضروری ہے پھر بھی آپ کام میں مشغول رہتے یہاں تک کہ مقررہ کام ختم ہو جاتا۔ بعض اوقات حضور کی طبیعت ناساز ہوتی۔ لیکن پھر بھی خدمت قرآن کی یہ بے نظیر مہم باقاعدہ جاری رہتی۔ بعض اوقات حضور کو سخت تھکان ہو جاتی اور حضور کو یوں محسوس ہوتا کہ حضور گرنے لگے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر (مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب طاہر صاحب) عرض کرتے کہ حضور کام بہت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے اب بس کر دیں۔ لیکن حضور کا یہی جواب ہوتا کہ جب تک مقررہ کام ختم نہ ہو اس وقت تک کام جاری رہے گا خواہ رات کے بارہ بج جائیں۔ الغرض قرآن مجید کے ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹوں کا کام جس کے لئے کئی سال درکار تھے محض خدا کے فضل سے چار ماہ میں سرانجام پا گیا۔

تفسیر صغیر کی کتابت وطباعت

قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر کا مسوّدہ تیار ہو جانے کے بعد حضور کی خواہش تھی کہ اس کی کتابت اور طباعت تین ماہ میں مکمل ہو جائے تا یہ علمی خزانہ دنیا کے کونوں تک جتنی جلد ہو سکے پہنچ جائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قرآن مجید کے عربی متن کی کتابت کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی عبدالحق صاحب (والد بزرگوار مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب) کو اور اردو ترجمہ اور نوٹس کے لکھنے کے لئے قریشی اسماعیل صاحب کا انتخاب فرمایا۔ ....حضرت منشی عبدالحق صاحب کاتب کی عمر اس وقت اسّی سال کے لگ بھگ تھی اور آپ جوانوں کی طرح انتھک محنت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ حضور کو ان کا خط پسند تھا اس لئے حضور نے انہی سے عربی متن لکھوانے کا فیصلہ کیا۔ حضور کی قوت قدسیہ، توجہ اور دعا کی برکت سے یہ معجزہ دیکھنے میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو کاتبوں کو غیر معمولی قوت عطا کر دی اور انہوں نے نہایت سرعت سے تین ماہ کی مختصر مدت میں کتابت کا کام ختم کر لیا۔

کاپی ریڈنگ اور پروف ریڈنگ وطباعت

کتابت شدہ کاپیاں اور پروف پڑھنے کی سعادت بھی مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر کو حاصل ہوئی۔ اور طباعت کا کام خالد احمدیت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کے سپرد ہوا۔ کیونکہ آپ اس وقت مینجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ تھے۔ اور ضیاء الاسلام پریس آپ کے زیر انتظام تھا۔ پروف ریڈنگ کا اہم کام 2 راکتوبر کو ختم ہو گیا۔

تفسیر صغیر اور مضامین قرآنی کا انڈیکس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15 راکتوبر تک تفسیر صغیر کی طباعت کا کام مکمل ہو گیا۔ حضور کی خدمت میں جب نمونہ کی کتاب پیش کی گئی تو حضور نے مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب کو ارشاد فرمایا کہ تفسیر صغیر کافی ضخیم ہو گئی ہے اس لئے اس کے ابتداء میں انڈیکس کا ہونا ضروری ہے تا قارئین اس سے بآسانی استفادہ کر سکیں۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے 112 صفحات کا انڈیکس جو تفسیر صغیر کے مضامین اور مضامین قرآنی پر مشتمل تھا پندرہ دن کے اندر اندر مرتب کر دیا جو بعد کتابت طبع ہو کر تفسیر صغیر کے ابتداء میں شامل ہوا اور یوں 15 نومبر تک 1466 صفحات کی تفسیر مع انڈیکس ایک ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر مکمل طور پر تیار ہو گئی۔ جلد بندی کا کام مکرم محمد عبداللہ صاحب جلد ساز ربوہ نے کیا۔

تفسیر صغیر کی فروخت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے تفسیر صغیر کی فروخت اور آئندہ طباعت کا کام ادارۃ المصنفین ربوہ کے سپرد فرمایا۔ یہ ادارہ نومبر 1957ء کو معرض وجود میں آیا تھا اور اس کے قیام کی اغراض میں سے ایک اہم غرض یہ تھی کہ وہ تفسیر صغیر کی اشاعت کا وسیع پیمانہ پر انتظام کرتا رہے۔ چنانچہ 1957ء سے 1984ء تک تفسیر صغیر کی طباعت واشاعت کا کام یہی ادارہ سرانجام دیتا رہا۔ 1958ء میں تین بار ایک ایک ہزار کی تعداد میں تفسیر صغیر شائع کیا گیا۔ مارچ 1966ء میں اس کا پانچواں ایڈیشن عکسی اعلیٰ کتابت اور نفیس طباعت کے ساتھ شائع ہوا۔

تفسیر صغیر کی طباعت کا دور ثانی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ تفسیر صغیر پہلی بار 1957ء میں نہایت عجلت میں چھپی تھی اس وقت جلدی کی وجہ سے کتابت اور پروف ریڈنگ کی کچھ اغلاط رہ گئی تھیں۔ قارئین میں سے جس کسی کو تفسیر کے مطالعہ کے دوران ایسی غلطی کا علم ہوا اس نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اطلاع دی جس پر حضور نے 1965ء میں مندرجہ ذیل تین ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔

1۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین۔

2۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین

3۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب مینجنگ ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین (سیکرٹری)

حضور نے ارشاد فرمایا کہ کمیٹی کے ارکان تفسیر صغیر کے ترجمہ اور نوٹوں کو اچھی طرح دیکھ لیں اور جہاں کہیں طباعت کی غلطی رہ گئی ہو اسے درست کر لیا جائے۔ تا کہ آئندہ تفسیر صغیر صحت کے ساتھ چھپ سکے۔

کمیٹی کے ارکان نے فیصلہ کیا کہ مولانا شمس صاحب ایک دفعہ ساری تفسیر چیک کریں اور قابل اصلاح امور کی فہرست بنا کر سیکرٹری کو دیں اور پھر مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو شروع سے آخر تک لفظاً لفظاً تفسیر صغیر کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ پڑھ کر سنائیں۔ اور قابل اصلاح امور کی اصلاح کر دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو شروع سے لے کر سورۃ نور کے چودھویں رکوع تک لفظاً لفظاً ترجمہ اور تفسیری نوٹ سنائے جس کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے باوجود عدیم الفرصتی کے نہایت بشاشت کے ساتھ ایک لمبا عرصہ وقت دیا۔ کبھی رات کے نو بجے کے بعد بارہ بجے رات تک اور کبھی دن کے پہلے حصہ میں اور کبھی آخری حصہ میں۔ آپ دوسرے کاموں سے تھکے ہوئے آتے لیکن مسکراتے ہوئے چہرہ کے ساتھ تفسیر صغیر کا ترجمہ سنتے۔ اور قابل اصلاح امور پر غور فرما کر فیصلہ فرماتے۔ جب سورۃ نور کی آیت استخلاف کے اس ترجمہ پر پہنچے کہ "اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا" تو اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا وصال ہو گیا۔ اور خدائی تقدیر کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف خلیفۃ المسیح الثالثؒ منتخب ہو گئے۔ خلافت کی عظیم ذمہ داریاں جب آپ کے کندھوں پر پڑیں تو آپ کے لئے تفسیر کے کام کے لئے وقت نکالنا مشکل ہو گیا۔ اس پر آپ نے فیصلہ فرمایا کہ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب کو بقیہ کام سرانجام دینا چاہئے۔ اور جو امر قابل استفسار ہو وہ آپ سے پوچھ لیا جائے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کی گئی اور تسلی کر لینے کے بعد کہ قابل اصلاح امور کی درستگی ہو گئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تفسیر صغیر کو دوبارہ لکھوانے اور بلاکوں پر چھپوانے کی اجازت ادارۃ المصنفین کو مرحمت فرما دی۔

ادارہ نے تفسیر کو بلاکوں پر چھپوانے کے لئے اس کی دوبارہ کتابت کا انتظام کیا۔اور یہ فیصلہ کیا کہ جو تفسیری حواشی تفسیر صغیر کے آخر میں بطور ضمیمہ درج ہوئے ہیں ان کو آیات متعلقہ کے نیچے درج کیا جائے۔ معیاری کتابت کے لئے احمدی خوشنویس جناب منشی غلام جیلانی صاحب ساکن ننکانہ کی خدمات حاصل کی گئیں جنہوں نے نہایت محنت، خلوص اور مہارت سے کتابت کو دیدہ زیب بنا دیا۔ بلاکس اینگریکو لاہور نے نہایت پیار اور محبت سے تیار کئے اور طباعت کا انتظام مکرم جناب محمد طفیل صاحب مدیر نقوش لاہور نے اپنے نقوش پریس میں کمال درجہ عقیدت کے ساتھ کیا۔اور خوبصورت و پائیدار اور مضبوط جلد بندی کا اعزاز لاہور کے ایک مشہور جلد ساز کو حاصل ہوا۔اس دفعہ تفسیر صغیر آرٹ پیپر پر شائع ہوئی اور جلد پر خوبصورت پلاسٹک کور بھی چڑھایا گیا تھا جس نے کتاب کو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب بنا دیا تھا۔ پہلی کھیپ میں ستّر نسخے عین اس وقت ربوہ پہنچے جب خلافت ثالثہ کے عہد مبارک کی پہلی مجلس مشاورت 25؍مارچ 1966ء کو شروع ہو رہی تھی۔ چونکہ تفسیر صغیر کے اس عکسی ایڈیشن کی کتابت اور بلاکوں کے بنوانے اور طباعت کا انتظام براہ راست حضور کی نگرانی میں ہو رہا تھا اور حضور قدم قدم پر کارکنان کی ہدایت و رہنمائی فرماتے رہے آپ کی توجہ اور دعا سے یہ ایڈیشن اتنا خوبصورت اور اعلیٰ شائع ہوا کہ حضور کو بہت پسند آیا اور جس نے دیکھا وہ اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجتماعی دعا کے ساتھ مشاورت کا افتتاح عمل میں آیا جس کے معًا بعد حضور نے افتتاحی خطاب کے شروع میں تفسیر صغیر کے شاندار نئے عکسی ایڈیشن کی خوشخبری احباب کو دی اور جملہ مراحل طباعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”مَیں احباب کو بشارت دیتا ہوں کہ تفسیر صغیر جو نایاب تھی اور جس کے حصول کے لئے احباب کے دل تڑپتے تھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوگئی ہے......“۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یہ تفسیر بلاک پر شائع ہوئی ہے۔کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی باقی نہ رہے لیکن انسان انسان ہی ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کچھ غلطیاں اس میں رہ گئی ہوں۔ چونکہ یہ بلاک پر چھپی ہے اور فی الحال آرٹ پیپر پر صرف دو ہزار چھپی ہے۔ بقیہ تین ہزار چھپنے والی رہتی ہے جو اگلے مہینہ میں چھپ جائے گی انشاء اللہ۔اس لئے اگر کسی دوست کی نظر میں کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً ہمیں اطلاع دیں تا بعد میں جو تین ہزار چھپنی ہے اس میں سے یہ غلطی دُور کر دی جائے۔تفسیر صغیر پر نظر ثانی بھی کی گئی ہے لیکن نظر ثانی اس اصل کے ماتحت کی گئی ہے کہ جو ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی محنت اور توجہ سے کیا تھا وہ قائم رہے۔ جب یہ پہلے شائع ہوئی تھی اس وقت حضور کو بہت جلدی تھی اور آپ کی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ شائع ہوجائے۔ اس لئے اس کی پروف ریڈنگ صحیح طور پر نہیں کی جا سکتی تھی............۔چنانچہ تفسیر صغیر کے پرانے ایڈیشنوں میں بعض آیات کے فقرات کا ترجمہ بھی رہ گیا تھا۔ اب نظر ثانی کے بعد وہ ترجمہ بھی آ گیا ہے۔اور یہ ترجمہ کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ اگر حضور کا اپنا ترجمہ اس حصہ کا مِل جائے تو وہی رکھا جائے۔ یا وہ فقرے جو قرآن کریم کی دوسری آیات میں آتے ہوں ان کے ترجمہ کو لے لیا جائے اور اپنی طرف سے کوئی بات زائد نہ کی جائے۔یا کاتب صاحب نے کہیں غلطی کی ہو تو اس کو دُور کر دیا جائے یا اگر اس نے اپنی طرف سے کچھ زائد لکھ دیا ہو تو وہ زائد حصہ نہ رہے۔ مثلاً قرآن کریم میں بے شمار جگہ خدا تعالیٰ کا اسم ذات ”اللہ“ آیا ہے۔اب جب ہم ترجمہ کریں گے تو اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت نہیں لائیں گے۔مثلاً ”تعالیٰ“ کا لفظ اس کے ساتھ نہیں لگے گا۔لیکن تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشن میں بہت جگہ جہاں ”اللہ“ کا لفظ تھا وہاں کاتب نے اس کے ساتھ تعالیٰ کا لفظ بھی لکھ دیا ہے۔اب شروع سے لے کر آخر تک ترجمہ ایک جیسا کر دیا گیا ہے۔ پس اس قسم کی جو غلطیاں تھیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔پھر تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشنوں کے آخر میں کچھ نوٹ بطور ضمیمہ کے تھے اس لئے ان کے پڑھنے میں بڑی دقّت ہوتی تھی۔اب وہ سارے نوٹ آیات کے نیچے آ گئے ہیں۔

تفسیر صغیر کی نظر ثانی میں مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے بڑا حصہ لیا ہے۔مکرم شمس صاحب نے بھی کام کیا ہے۔مکرم ابوالعطاء صاحب نے بھی ایک حد تک کام کیا ہے اور پروف ریڈنگ کے وقت مکرم میاں عبدالحق رامہ صاحب نے بھی کام کیا ہے۔ رامہ صاحب پروف اچھی طرح دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے سامنے جب بھی کوئی چیز آئی انہوں نے ہمیں اس کی طرف توجہ دلائی اور خاکسار بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع سے آخر تک اس کام میں شریک رہا۔اس کے علاوہ اللہ کی حکمت اور ارادہ سے ان دوستوں نے بھی جنہوں نے اس کے بلاک بنائے یا جنہوں نے اسے چھاپا اتنی محبت اور پیار سے یہ کام کیا کہ حیرت آتی ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا کرے“۔

تفسیر صغیر کی غیر معمولی مقبولیت

تفسیر صغیر کی اشاعت سے دنیائے ترجمہ قرآن مجید میں ایک انقلاب آ گیا۔ کیونکہ یہ ترجمہ ایسا سلیس بامحاورہ اور آسان تھا کہ ہر شخص قرآن مجید کے بیان کردہ مفہوم کو بآسانی اخذ کر سکتا تھا۔عشاق قرآن شمع قرآن کے حصول کے لئے پروانہ وار پہنچے اور ہر احمدی خاندان نے کوشش کی کہ اس کا ہر فرد اپنا علیحدہ نسخہ حاصل کرے تا قرآن مجید کے مفہوم وعلوم سے ہر وقت جہاں کہیں ہو بہرہ ور ہوتا رہے۔ اسی طرح ہر جماعت میں قرآن مجید کا درس دیا جانا اس سے بہت آسان ہوگیا۔ اور ہر چھوٹے بڑے نے اس سے استفادہ کیا۔ غیر از جماعت احباب نے بھی اسے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے مطالعہ کے بعد اس کا گرویدہ ہوگیا۔تفسیر صغیر کے پہلے ایڈیشن کے شائع ہونے سے لے کر اب تک اس کی اس قدر مانگ رہی ہے کہ اس کے متعدد ایڈیشن نہ صرف پاکستان میں بلکہ بھارت میں بھی اور UK سے بھی شائع ہوئے۔

تفسیر صغیر دوسروں کی نظر میں

تفسیر صغیر کو اپنوں کے علاوہ دوسروں اور بیگانوں میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی جس کا اندازہ حسب ذیل تاثرات سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

۞......اخبار ”امروز“ لاہور نے 30؍مئی 1966ء کی اشاعت میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”اس وقت تفسیر صغیر پیش نظر ہے۔یہ تفسیر احمدیہ جماعت کے پیشوا الحاج مرزا بشیرالدین محمود مرحوم کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔قرآن کے عربی متن کے اردو ترجمے کے ساتھ کئی مقامات کی تشریح کے لئے حواشی اور تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ترجمہ اور حواشی کی زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ تفسیر صغیر حسن کتابت اور حسن طباعت کا مرقع ہے“۔

۞......لاہور کے مشہور ہفت روزہ ”قندیل“ (19؍جون 1966ء) نے تفسیر صغیر پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا:

”(قرآن مجید بامحاورہ اردو ترجمہ مع مختصر تفسیر) ادارۃ المصنفین ربوہ سائز 2026/8 ضخامت 845 صفحات ہدیہ (عکسی اعلیٰ کاغذ) پچیس روپے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور اور تاج کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے قرآن حکیم کی طباعت میں جو خوش ذوقی کا ثبوت دیا جاتا رہا ہے وہ قابل تحسین ہے۔تفسیر صغیر کی اشاعت سے اس روح آفرین سعی میں اضافہ ہوا ہے۔قرآن پاک کا یہ نسخہ اول سے آخر تک اعلیٰ ترین آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے۔ نسخ و نستعلیق دونوں خط فن کتابت کے عمدہ ترین نمونے پیش کر رہے ہیں۔آفسٹ کی طباعت کے باعث صاف اور دیدہ زیب ہے۔جلد عمدہ اور مضبوط اور اس پر پلاسٹک کا جاذب نظر غلاف ہے۔

تفسیر صغیر میں ترجمہ اور تفسیر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ترجمہ اور حواشی کی زبان عام فہم ہے تا کہ ہر علمی استعداد کا آدمی اس سے مستفید ہو سکے۔ترجمہ اور تفسیر میں یہ التزام بھی ہے کہ جملہ تفاسیر متقدمین آخر تک پیش نظر رکھی گئی ہیں۔

ابتداء میں حروف تہجی کے اعتبار سے مضامین و مفاہیم کے تین معلومات آفریں انڈیکس بھی شامل کئے گئے ہیں جس سے قاری کو مختلف آیات تلاش کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید کو اس خوبصورتی سے طبع کرا کے شائع کرنا ایک بہت بڑی خدمت اسلام ہے۔ پھر قیمت اصل لاگت کے مقابلے میں بہت کم رکھی گئی ہے۔

۞......رسالہ ”سیارہ ڈائجسٹ“ کراچی ”قرآن نمبر“ نے قرآن مجید کے ”اردو تراجم وتفسیر“ کی فہرست شائع کی جس کے چالیسویں نمبر پر ”تفسیر صغیر“ کی نسبت حسب ذیل الفاظ میں نوٹ دیا:

نام مترجم یا مفسر: بشیرالدین محمود احمد مرزا (خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ)

نام ترجمہ یا تفسیر: ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر۔

مقام اشاعت: لاہور مطبع: نقوش پریس۔

سن طباعت: 1966ء ضخامت: 954۔

کیفیت: 1966ء میں بہترین ایڈیشن آرٹ پریس پیپر پر بڑی نفاست سے چھپا۔صرف دو کالمی ہے۔ ایک میں متن اور دوسرے میں ترجمہ۔حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن 1956ء میں ربوہ سے شائع ہوا۔

۞......سردار دیوان سنگھ مفتون۔ایڈیٹر ”ریاست“ دہلی نے تفسیر صغیر کے متعلق ہی گیانی عباداللہ، ریسرچ سکالر سکھ ازم کے نام اپنے خطوط میں تفسیر صغیر کی اشاعت پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ:

”ابھی تفسیر صغیر بذریعہ پارسل ملی۔ گیٹ اَپ کو دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ بہت بہت شکریہ۔ میری ایماندارانہ رائے یہ ہے کہ تبلیغ واشاعت کے اعتبار سے آپ کی جماعت نے جتنا کام پچھلے پچاس ساٹھ برس کیا اتنا کام دنیا کے مسلمانوں نے پچھلے تیرہ سو برس میں نہ کیا ہوگا۔اسلام کی اس عظیم الشان خدمت کی موجودگی میں احمدی جماعت کو اسلام کے لئے نقصان رساں کہنا انتہائی کذب بیانی ہے۔مَیں اپنے ان خیالات کا اکثر غیر احمدی حضرات سے اظہار کیا کرتا ہوں“۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت۔ جلد 18۔ صفحہ 522 تا 544)

۞۞۞۞۞۞

۞......تفسیر صغیر کے اب تک متعدد ایڈیشن پاکستان اور بھارت سے شائع ہو چکے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد میں برطانیہ سے بھی 1990ء اور 1994ء میں اس کی اشاعت کی گئی۔1994ء کے ایڈیشن میں بعض مقامات پر سابقہ ایڈیشنوں سے مختلف طریق اختیار کیا گیا۔ چنانچہ اس ایڈیشن کے شروع میں پبلشرز نوٹ میں اس کی وضاحت حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:۔

”تفسیر صغیر کو کبھی بھی لفظی ترجمہ کے طور پر شائع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا عنوان ظاہر کرتا ہے کہ یہ تفسیری ترجمہ ہے۔ اس کے باوجود بعض حلقوں کی طرف سے بعض مقامات سے متعلق خصوصیت سے اعتراض اٹھایا گیا کہ ان جگہوں پر ترجمہ سے، نعوذ باللہ، عمداً انحراف کیا گیا ہے۔اس لئے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی خاطر ان مقامات پر تفسیری نوٹ نیچے حاشیہ میں منتقل کر کے ترجمہ کے اُس انداز کو اختیار کیا گیا ہے جو قرآن کریم کے دیگر تراجم کے بارہ میں جماعت نے ہمیشہ اختیار کیا ہے اور یہ الزام غلط ہے کہ گویا، نعوذ باللہ، عمداً لفظی ترجمہ سے انحراف کیا گیا ہے۔اسی طرح کئی مقامات پر ترجمہ میں بریکٹس کا اشتباہ تھا نیز معدودے چند جگہوں پر بعض الفاظ کا ترجمہ سہواً رہ گیا تھا اور بعض جگہوں پر ضمائر کا ابہام تھا اس لئے وہاں پر ترجمہ میں ضروری ترامیم کی گئی ہیں۔

اس اشتباہ کے تدارک کے لئے کہ اس ایڈیشن میں پہلے ایڈیشن کے مقابل پر غلطی سے بعض جگہ فرق پیدا ہوگیا ہے ان مقامات کی فہرست آخر پر دے دی گئی ہے جہاں مذکورہ بالا تبدیلیاں کی گئی ہیں۔البتہ جہاں بالکل معمولی تبدیلی کی گئی ہے مثلاً ضمائر کو واضح کیا گیا ہے اس کا حاشیہ یا ترمیمی فہرست میں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ چونکہ کوئی اور شخص ایسی تبدیلیوں کا مجاز نہیں تھا اس لئے موجود امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایسے تمام مقامات پر خود غور کر کے پوری احتیاط کے ساتھ کم سے کم ضروری تبدیلیاں تجویز فرمائی ہیں“۔

یہ ترمیم شدہ ایڈیشن صرف ایک مرتبہ یوکے اور پاکستان سے شائع ہوا۔اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر سابقہ ایڈیشنز کے مطابق ہی طباعت کی جارہی ہے۔نظارت اشاعت ربوہ کے زیر اہتمام تفسیر صغیر کی کمپیوٹر پر کمپوزنگ کے نتیجہ میں نئے ایڈیشنز کی کتابت اور طباعت کے معیار میں مزید خوبصورتی اور بہتری آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اپنوں اور غیروں میں بہت ہی مقبول ہے۔

۞۞۞۞۞۞

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

اعتکاف اور اس کے مسائل

(عبدالماجد طاہر۔ لندن)

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں ’’اَللَّبْثُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِیَّۃِالْاِعْتِکَافِ‘‘ یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

وَعَھِدْنَا اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (البقرہ:126)

ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ **اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔**

۞...... آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

’’آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں‘‘۔ (صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الأواخر)

۞...... آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

اعتکاف کتنے دن بیٹھنا چاہئے

۞...... اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ **تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے:**

’’حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے‘‘۔

اعتکاف کب شروع ہوگا

۞...... **اعتکاف 20 رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے** کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ 20 رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہوجاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مُعْتَکَف میں قیام پذیر ہوجاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے:

’’رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے مُعْتَکَف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہوجاتے ہیں اور کبھی گیارہ‘‘۔

(الفضل 3/نومبر 1914ء)

اعتکاف کس جگہ پر کیا جاسکتا ہے

۞...... اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے: ’’وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ‘‘۔ کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

’’لَااِعْتِکَافَ اِلَّا فِی مَسْجِدٍ جَامِعٍ‘‘

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

سارے آئمہ اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔

۞...... حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’**مسجد سے باہر اعتکاف ہوسکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔** جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے‘‘۔

عورت کا اعتکاف

۞...... عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہوجائیں تو وہ اعتکاف ترک کردے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

کیا اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے؟

۞...... **عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔**

۞...... **حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔** روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

’’لَا اِعْتِکَافَ اِلَّابِالصَّوْمِ‘‘ کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ (البقرہ:188) کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

مُعتکِف کن ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

۞...... **معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔**

۞...... حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ ملحق تھا)۔

۞...... **کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔** حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاسکتا ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض)

۞...... **انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟** اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعِ عیدعا میں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔

(ابوداؤد، باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ)

۞...... حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

’’جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی‘‘۔

(ابن ماجہ، کتاب الصوم باب فی المعتکف یعودالمریض)

۞...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔

۞...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کرسکتا ہے یا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: ’’سخت ضرورت کے وقت کرسکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے‘‘۔ (بدر 21/ فروری 1907ء)

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہو اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

۞۞۞۞۞۞

قرآن مجید، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ خلفاء کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ کو 23/جنوری 1922ء بعد از نماز فجر مسجد مبارک میں چند ہدایات لکھ کر دیں۔ اُن میں سے ایک حصہ یہ تھا کہ خلافت رحمت خداوندی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

’’**خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے** اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی دُکھ میں ڈالتی ہے۔ انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہوسکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔ **اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں...... ہمیشہ خلیفۂ وقت سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہو اور خط وکتابت میں کبھی سستی نہ کرو۔** وہ لوگ جن کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت ہو ان کو بھی ان سب نصائح پر عمل کرنے کی تحریک کرو جو اوپر بیان ہوئیں یا بعد میں آپ تک پہنچتی رہیں۔

دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ تو مومن کی جان ہے۔ مگر حدیث اور کتب مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان سے غافل نہ ہو۔ کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہئے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی تاکید وہاں کے لوگوں کو بھی کریں جنہیں آپ تبلیغ کر رہے ہوں۔ **اور پھر خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے** کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کے لئے ان کا کلام بھی بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے‘‘۔

(الفضل 30/ جنوری 1922ء صفحہ 4)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بیت السلام (بیلجیئم) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔

Dilbeek کے میئر کی اور ممبر پارلیمنٹ کی حضور انور سے ملاقات۔ خواتین کے ساتھ مجلس سوال و جواب۔ تقریب آمین۔ دستی بیعت۔

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیلجیئم میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

10/اگست 2009ء بروز سوموار:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 10 اگست 2009 بروز سوموار جلسہ سالانہ جرمنی کو رونق بخشنے کیلئے لندن سے روانہ ہوئے۔ شمع احمدیت کے پروانوں کی ایک کثیر تعداد اپنے آقا کو الوداع کہنے کیلئے مسجد فضل لندن کے احاطے میں موجود تھی۔ حضور انور 10 بجکر 10 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ الوداع کہنے کے لئے اکٹھے ہونے والے اپنے پروانوں پر نظر ڈالی اور اپنا دستِ مبارک لہرایا۔ اِس پر وہاں موجود احباب نے پُر جوش انداز میں ہاتھ لہرا لہرا کر اپنے آقا کے سلام کا پُر خلوص جواب دیا۔ حضور انور دعا کروانے کے بعد اپنی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور سات گاڑیوں پر مشتمل قافلہ Dover کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ ان میں سے دو گاڑیاں مرکز اور جماعت انگلستان کی نمائندگی میں حضور انور کو الوداع کرنے کیلئے Dover کی بندرگاہ تک جارہی تھیں۔ جس وقت قافلہ روانہ ہوا اس وقت سورج نکلا ہوا تھا باوجود ہوا کے چلنے کے موسم میں گرمی اور تپش کا احساس پایا جاتا تھا۔ قافلے کی گاڑیاں ابھی A3 پر ہی پہنچی تھیں کہ کچھ دیر بعد بادل چھا گئے جس سے موسم خوشگوار ہوگیا اور گرمی کی تپش کے احساس میں کمی واقع ہوگئی۔

Dover یورپ کی سب سے بڑی اور مصروف بندرگاہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ روز یعنی 9 اگست کو قریباً 63000 افراد اور 14000 گاڑیوں نے اس بندرگاہ کے ذریعہ سفر کیا اور کم وبیش روزانہ اتنے مسافر اس بندرگاہ کے ذریعہ سفر کرتے ہیں۔ Napoleonic جنگوں اور جنگ عظیم دوم کے دوران اس بندرگاہ کو جنگی اعتبار سے ایک خاص اہمیت حاصل تھی اور پرانے وقتوں میں یہ جنگی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی رہی ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں خاص طور پر 1985 سے خلفاء احمدیت اسلام اور امن کے پیامبر کے طور پر یورپین دنیا کو اسلام اور امن کا پیغام دینے کے لئے اس بندرگاہ کے ذریعہ سفر کر رہے ہیں۔

بیت الفضل لندن سے Dover قریباً 78 میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ مسافت 1 گھنٹہ 30 منٹ میں طے کرنے کے بعد قافلہ Dover کی بندرگاہ پر پہنچا اور Check in کیلئے جانے سے قبل حضور انور باہر والی پارکنگ میں رُک کر گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ جہاں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیوٹ سیکرٹری) مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (نائب امیر یو۔کے)، مکرم ولید احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ یو۔کے)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت)، مکرم منور احمد خان صاحب (رکن عملہ حفاظت)، مکرم عمران ظفر صاحب (مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے) اور مکرم اظہر منہاس صاحب نے حضور انور کو الوداع کیا۔ حضور انور نے انہیں شرف مصافحہ بخشا۔ اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے کے خدام حفاظتی ڈیوٹی پر موجود تھے۔

بندرگاہ پر سیکیورٹی اور امیگریشن کی معمول کی کاروائی سے 12 بجکر 24 منٹ پر فارغ ہونے کے بعد فیری کے اندر جانے سے قبل حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لاکر قریباً نصف گھنٹہ تک چہل قدمی فرماتے رہے۔ Dover شہر کا موسم بہت خوشگوار تھا اور درجہ حرارت 23 سینٹی گریڈ تھا۔ اس موقع پر وہاں موجود مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے مسافر حضور انور کی پُرکشش شخصیت سے متاثر ہوکر بعض اراکین قافلہ سے حضور انور کے بارے میں دریافت کرتے رہے۔ جن لوگوں نے دلچسپی ظاہر کی انہیں جماعت اور حضور انور کے تعارف پر مشتمل تعارفی پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اس دوران حضور انور کچھ دیر کیلئے مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ (ربوہ) کے ساتھ محوِ گفتگو رہے۔

جہاز راں کمپنی P&O نے Pride of Kent نامی فیری کیلئے Boarding شروع کرنے پر سب سے پہلے حضور انور کے قافلے کی گاڑیوں کو Priority کی بنیاد پر بورڈ کیا۔ گاڑیاں فیری کے اندر پارک ہونے کے بعد حضور انور عام سیڑھیوں کے راستے سے فیری کے اسپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ ایک بجکر پچیس منٹ پر فیری کا سفر شروع ہوا۔ Dover سے Calais کی بندرگاہ تک کا فاصلہ 34 کلومیٹر (21 میل) ہے۔ جو کہ 1 گھنٹہ 30 منٹ میں طے ہوا۔

فرانس کے وقت کے مطابق 3 بجکر 55 منٹ پر فیری فرانس کی بندرگاہ Calais پر لنگر انداز ہوئی۔ فرانس کی یہ بندرگاہ بیلجیئم کے بارڈر سے قریباً 35 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں امیر جماعت بیلجیئم مکرم سید حامد محمود شاہ صاحب کے علاوہ مکرم میاں اعجاز احمد صاحب (جنرل سیکریٹری)، مکرم محمد اسمٰعیل خان صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم)، مکرم افضال احمد توقیر صاحب، مکرم رانا شہزاد احمد صاحب، مکرم ملک مسعود اختر صاحب، مکرم اویس بن سعد صاحب، مکرم جاوید احمد صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب، مکرم فرید یوسف صاحب، مکرم منیر احمد بھٹی صاحب، مکرم کریم اللہ صاحب، مکرم رقیب الحسن صاحب، مکرم محمود احمد ناصر صاحب، مکرم مظفر قریشی صاحب اور مکرم ہمایوں بٹ صاحب حضور انور کے استقبال کیلئے وہاں موجود تھے۔ نیز بندرگاہ سے باہر مختلف جگہوں پر مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کے خدام حفاظتی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ بندرگاہ سے باہر ایک قریبی پارک میں قافلے کی گاڑیاں رُکیں۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب بیلجیئم نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

مشن ہاؤس بیت السلام برسلز میں حضور انور کا ورود مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے پرتپاک استقبال

یہاں سے کچھ ہی دیر بعد بیلجیئم کے مشن ہاؤس بیت السلام (برسلز) کے لئے روانگی ہوئی۔ ایک گھنٹہ 35 منٹ کی مسافت کے بعد قافلہ مشن ہاؤس پہنچا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس کے گیٹ میں داخل ہوئی تو فضا نعرہ ہائے تکبیر اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ مشن ہاؤس کا احاطہ احباب وخواتین، بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جنہوں نے والہانہ انداز میں حضور انور کا پرتپاک استقبال کیا۔ ایک بچے عزیزم عدنان احمد نے حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ جب کہ ایک بچی عزیزہ وشال باسط نے حضرت سیدہ امتہ السبوح صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ بچوں اور بچیوں نے دلکش نغمات اور ترانوں سے حضور انور کی آمد پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ حضور انور قریباً 15 منٹ تک شمع احمدیت کے پروانوں کے درمیان رونق افروز رہے اور نماز کی تیاری کی ہدایت کر کے اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ 10 منٹ بعد حضور انور مارکی میں تشریف لائے اور نماز ظہر وعصر قصر کر کے پڑھائی۔ حضور انور کی آمد پر مشن ہاؤس کے احاطے میں ایک بڑی مارکی اور خیمے لگائے گئے تھے اور مشن ہاؤس خوبصورت رنگارنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

ملاقاتیں

شام 7 بجکر 30 منٹ پر حضور انور نے بیلجیئم کی مراکش نژاد ممبر آف پارلیمنٹ مسز سعود رزاق صاحبہ کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ یہ بیلجیئم کی سیاسی پارٹی S.P کی سرگرم رکن ہیں۔ امسال جلسہ سالانہ یو۔کے میں بھی شامل ہو کر حضور انور سے ملاقات کر چکی ہیں۔ ان کی ملاقات کا وقت تو ساڑھے سات بجے شام مقرر تھا تاہم وہ بہت پہلے سے مشن ہاؤس پہنچ چکی تھیں۔ اور دیگر خواتین کے ہمراہ حضور انور کے استقبال میں شامل تھیں۔ دوران ملاقات حضور انور نے ان سے مختلف امور بالخصوص مراکش میں احمدیت کے مستقبل کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے انہیں ''احمدیت کی سفیر'' قرار دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا تحفہ عطا فرمایا۔ یہ ملاقات قریباً نصف گھنٹہ جاری رہی۔

شام آٹھ بجے دِلبیک شہر کے مئیر جناب Stefan Plate نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جس میں مختلف امور پر بات چیت ہوئی۔ مئیر موصوف نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں آپ کی جماعت سے بہت متاثر اور خوش ہوں۔ حضور انور نے انہیں یادگاری تحفہ عطا فرمایا۔ یہ ملاقات بھی آدھا گھنٹہ جاری رہی۔

محفل سوال وجواب

مئیر سے ملاقات کے بعد حضور انور نے گھانا، سیریا، انڈونیشیا، بیلجیئم اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والی خواتین کو ملاقات کا شرف بخشا۔ حضور انور نے ہر ممبر کو اپنا نام اور مختصر تعارف کروانے کا ارشاد فرمایا اور پھر یہ نشست ایک دلچسپ محفل سوال وجواب میں بدل گئی۔ اس میں ترجمانی کے فرائض حافظ احسان سکندر صاحب نے سرانجام دیئے۔ تعارف کے بعد حضور انور کو محترمہ لیلیٰ سنوسی صاحبہ اور دوسری خواتین جن کا تعلق مراکش سے تھا اور انہیں چند ماہ پہلے ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی نے اپنے تفصیلی حالات بتائے۔ حضور انور نے محترمہ لیلیٰ سنوسی صاحبہ سے دریافت فرمایا کہ انہیں جماعت احمدیہ میں شامل ہوکر کیسا لگا ہے؟ جس پر انہوں نے بتایا کہ مَیں تسلیم کرتی ہوں کہ میرے بہت سے دوستوں نے جن میں اکثریت غیراز جماعت پاکستانیوں کی ہے نے میری حوصلہ شکنی کی۔ لیکن جوں جوں مَیں جماعت سے قریب ہوئی تو مَیں نے جانا کہ یہ الٰہی جماعت ہے۔ انہوں نے حضور انور سے عرض کی کہ ان کے خاندان والوں کا خیال ہے کہ امام مہدی نے قیامت کے دن آنا ہے۔ چونکہ ابھی تک قیامت نہیں آئی تو تم جماعت احمدیہ کے امام مہدی کو کیوں کر مان سکتی ہو؟ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ اپنے والدین سے کہیں کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ کا اصل مفہوم سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حدیث کے الفاظ میں قیامت کے دن کا ذکر موجود ہے۔ مگر اس سے کوئی خاص دن یا سال مراد نہیں بلکہ قیامت کا زمانہ مراد ہے۔ حدیث میں تو یہ ذکر بھی ہے کہ امام مہدی خنزیر کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا۔ اگر ان کے یوم قیامت کے نظریے کو درست مانا جائے تو پھر مسیح اور مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں کہ جب قیامت آجائے گی تو کچھ باقی ہی نہیں رہے گا اور جب کچھ باقی ہی نہیں رہے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت رہے گی۔ حضور انور نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قیامت کے دن کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ جیسا کہ اونٹ سواری کے طور پر استعمال نہیں ہوں گے، سفر کا وقت کم ہوجائے گا یعنی کہ تیز رفتار سواریاں آجائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کے مسلمانوں کی حالت دیکھ لیں کیونکہ انہوں نے وقت کے امام کا انکار کیا ہے اسی لئے ان کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی ہے۔ انہیں امن کی تلاش ہے۔ یہی وہ نشانیاں ہیں جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ یہ ان مسلمانوں کے لئے قیامت کا ہی دن ہے۔ ہمیں حدیث کے اصل مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم امام مہدی کا زمانہ پاؤ تو اس کے پاس جانا اور اسے میرا اسلام پہنچانا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ لیکن اس کے برعکس مسلمانوں نے وقت کے امام کو ماننے سے انکار کردیا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ جنہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے کو مان لیا ہے انہیں مسلسل ظلم کا نشانہ بھی بنا رہے ہیں۔

اس پر مسز سعود رزاق صاحبہ نے کہا کہ حضور انور نے قیامت کے دن کی نشانیوں کی جو وضاحت بیان فرمائی ہے وہ بالکل درست ہے۔ حضور اگر اجازت دیں تو اس میں یہ بھی شامل کردیا جائے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد کی پہچان کی تمیز نہیں رہے گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بالکل اس کا اضافہ بھی کرسکتی ہیں۔ آپ کو تو میں پچھلی ملاقات کے دوران ''احمدیت کی سفیر'' قرار دے چکا ہوں۔

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-
mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7، 8 و 9 رجولائی 2007ء میں بلند مرتبت احمدی ادیب محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی سوانح اور ادبی خدمات کے حوالہ سے ایک تفصیلی مضمون محترم مسعود احمد خان دہلوی صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی ایک درویش صفت، ادیب و قلمکار اور نامور محقق و مصنف تھے۔ آپ نے اپنی ادبی تخلیقات، گرانقدر تالیفات اور ادبی کارناموں کی وجہ سے ملک بھر کے ادبی حلقوں میں اپنی قلمکاری ونثرنگاری اور ادب نوازی کا لوہا منوایا۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے حسن کارکردگی کا صدارتی ایوارڈ بھی آپ کو پیش کیا۔ دوسری طرف احمدیت کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے مقدور بھر دینی خدمات سرانجام دے کر آپ نے اپنے صدق وصفا اور اخلاص و وفا کا شاندار عملی ثبوت بہم پہنچایا۔ ملک کے ادبی حلقوں میں اپنی احمدیت کا برملا اعلان کمال درجہ جرأت و دلیری اور پُرجوش غیرت ایمانی سے کرتے رہے۔

آپ کے والد محترم شیخ محمد یعقوب صاحب نے خلافت اولیٰ میں احمدیت قبول کی تو آپ نے کو مخالفت بھی نہ کی لیکن عرصہ دراز تک اس وہم کی بنا پر احمدیت سے دور رہے کہ اس طرح سرسید احمد خان اور مولانا الطاف حسین حالی کی طرف طبعی میلان میں فرق آجائے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اردو ادب سے آپ کا ناطہ ٹوٹ جائے گا اور آپ صرف مذہب ہی کے ہوکر رہ جائیں گے۔ تاہم مطالعہ کے شوق کی بنا پر اپنے والد صاحب کے بار بار توجہ دلانے پر آخر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو نہ صرف احمدیت کی صداقت ذہن نشین ہوتی چلی گئی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وجد آفریں عبارات پڑھ کر جھوم اٹھے اور آپ کے دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ ''سلطان القلم'' ہیں۔ قریباً 1920ء میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ چیف میڈیکل آفیسر پانی پت میں تعینات ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کے محترم شیخ صاحب ایسے گرویدہ ہوئے کہ گویا ایک حسین پیکر میں احمدیت کی حسین تعلیم کا حسین عملی نمونہ نظر آگیا۔ چنانچہ آپ نے احمدیت قبول کرلی۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے بھی آپ کے سرپردست شفقت رکھا۔ چنانچہ اس خادمانہ کیفیت اور دلی قربت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ حضرت میر صاحبؓ کا علمی فیض بڑی حد تک آپ کے ذریعہ ہی جماعت کی آنے والی نسلوں تک پہنچا۔

محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب نے دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھا اور اردو کے عصری ادب میں بلند مقام حاصل کرنے کے باوجود اپنی غیرت ایمانی پر کبھی کوئی آنچ نہ آنے دی۔ خداتعالیٰ نے بھی آپ کے اس جذبہ کو قبولیت کے شرف سے نوازا اور ایک احمدی ادیب کی حیثیت سے آپ کی شہرت ملک بھر میں پھیلتی چلی گئی۔

1940ء میں خاکسار (مضمون نگار) جب اپنے والد (حضرت محمد حسن آسان صاحب) کے ہمراہ پانی پت گیا تو خاکسار کی محترم شیخ صاحب سے پہلی ملاقات ہوئی۔ آپ نے پانی پت اور اس کے مضافات کی ہمیں تفصیلی سیر کرائی اور مسلم ہائی سکول میں مشاہیر کے فوٹو دکھائے جن میں حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فوٹوز بھی تھے۔ چند گھنٹے کی یہ ملاقات ایک مستقل قربت اور احترام کی آئینہ دار دلی محبت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

قیام پاکستان کے بعد جب اخبار الفضل لاہور سے جاری ہوا تو ایک عرصہ بعد محترم شیخ صاحب کے نہایت لائق و فائق فرزند محترم شیخ محمد احمد پانی پتی اخبار کے عملہ ادارت میں بطور معاون خاص شامل ہوئے تو اس بہت ہی نیک صالح اور لائق نوجوان اور خاکسار کے درمیان بہت جلد دوستانہ اور پھر برادرانہ تعلقات استوار ہوتے چلے گئے۔ 1954ء کے اواخر میں اخبار ربوہ سے نکلنے لگا تو میں ربوہ منتقل ہوگیا۔ لیکن محترم شیخ محمد احمد صاحب کے اصرار پر یہ وعدہ کرنا پڑا کہ جب بھی لاہور آیا تو قیام ان کے ہاں ہی کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا اور پھر میں نے دیکھا کہ محترم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اپنے فرزند کے اس دوست کی خاطر مدارت ہی نہ کرتے بلکہ اسے بھی اپنا فرزند سمجھ کر اس کے ساتھ خاص محبت ومؤدت اور غیر معمولی شفقت کا سلوک روا رکھتے۔ اکرام ضیف اس گھرانہ کا خاص وصف تھا۔

محترم شیخ صاحب موصوف کے ہاں قیام کے دوران آپ کو بہت قریب سے دیکھنے نیز علمی تحقیق و تدقیق اور تالیف وتصنیف کے کام میں آپ کے غیر معمولی استغراق کا بچشم خود مشاہدہ کرنے کے مجھے بیشمار مواقع میسر آئے۔ مزید برآں باہم تبادلۂ خیالات کے ذریعہ آپ کے وسیع علم وفن سے مستفیض ہونے کی سعادت بھی خوب ملی۔ آپ رات کا اکثر حصہ مطالعہ کتب اور تالیف وتصنیف کے کام میں گزارتے۔ تین بجے شب کے قریب گھڑی دو گھڑی کے لئے لیٹ کر پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور نوافل پڑھنے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد دو تین گھنٹے کے لئے سو جاتے۔ ناشتہ سے فارغ ہوکر پھر مطالعہ کتب میں مشغول ہوجاتے۔ خطوط کے جواب تحریر کرتے اور پھر تصنیف کے کام میں محو ہوجاتے۔ کبھی کبھار ظہر اور عصر کے درمیان بستر پر دراز ہوکر استراحت فرماتے۔ عصر کے بعد ادیبوں، دانشوروں، کالجوں کے پروفیسروں اور طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوجاتا۔ ہر کوئی آپ کے نادر کتب کے ذخیرہ سے مستفیض ہوتا یا آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے ذریعہ ادبی اور علمی مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کرتا۔ یہ سلسلہ عشاء تک جاری رہتا۔ اس کے بعد آپ پھر یکسوئی سے مطالعہ کتب اور تحقیق و تصنیف کے کام میں محو ہوجاتے۔ آپ کے علم اور وسعت معلومات سے فیضیاب ہونے والوں میں چیف جسٹس آف پاکستان جناب ایس اے رحمٰن بھی شامل تھے۔ جب انہوں نے قتل مرتد کی تردید میں انگریزی میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو محترم شیخ صاحب سے نایاب کتب اور مواد مہیا کرنے کی درخواست کی۔

محترم شیخ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مدرسوں کی تعلیم تو حصول علم کی لگن پیدا کرنے اور اس کا چسکا ڈالنے کے لئے ہوتی ہے، اصل علم تو انسان اپنی استعداد کے مطابق اپنے ذاتی مطالعہ سے حاصل کرتا ہے۔ نیز فرماتے: ''میں نے سکول میں صرف چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے بعد گھر میں ہی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور میں نے حتی المقدور وسیع مطالعہ کتب کے ذریعہ علم حاصل کیا اور پھر اس علم سے استفادہ کرتے ہوئے قلم کو اس کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ صدہا مضامین لکھے۔ تالیف کتب کا ایک طویل سلسلہ مکمل کیا اور بڑی تعداد میں کتب تصنیف کیں۔ آج ایم۔اے (اردو) کے تحقیقی مقالہ کے لئے طلباء میری راہنمائی میں تحقیق کرکے کامیابی حاصل کرتے ہیں''۔

مجھے کئی نایاب کتب سے استفادہ کرنے کا موقع آپ کی لائبریری میں ملا بلکہ شمس العلماء مولوی ممتاز علی صاحب کا مرتب کردہ قرآنی مضامین کا سات جلدوں پر مشتمل انڈکس (جو ''تفصیل البیان فی مقاصد القرآن'' کے نام سے شائع ہوا تھا اور) جو آج کہیں سے بھی دستیاب ہونا قریباً ناممکن ہے، مجھے آپ کے توسط سے قریباً مفت حاصل ہوا۔

محترم شیخ صاحب کی تصانیف وتالیفات اور عربی کتب کے اردو میں تراجم کی مجموعی تعداد یکصد سے بھی اوپر ہے۔ مزید برآں آپ نے بہت سی نایاب کتب کو ایڈٹ کرکے اور ان میں جگہ جگہ حواشی کی وجہ سے ان کتب کی افادیت میں گرانقدر اضافہ ہوا۔ ان کتب کے یہ نئے ایڈیشن ملک کے مختلف نامور اشاعتی اداروں کی طرف سے خاص اہتمام سے شائع ہوکر ان اداروں کے لئے بے حد مالی منفعت کا موجب ہوئے۔ آپ کی اکثر و بیشتر تصانیف علمی، تاریخی اور سوانحی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسی کتب کی بھی ہے جو آپ نے نہایت آسان و سلیس زبان اور بہت عام فہم و دلکش انداز میں خاص طور پر بچوں کے لئے تصنیف فرمائیں اور جنہیں آپ نے خود اپنے زیراہتمام اپنے ہی اشاعتی اداروں حالی بکڈپو اور محمد احمد اکیڈمی کی طرف سے شائع کیا۔ یہ سب کتابیں بہت مقبول ہوئیں اور ان کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

ضعیف العمری میں بھی آپ نے ایک بہت محنت طلب کام سرانجام دے کر علمی اور ادبی حلقوں کو حیرت زدہ کردیا۔ صدر ایوب خان نے اپنے دور حکومت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ سرسید احمد خان کی تصنیف کردہ کتب کے علاوہ ان کے مختلف علمی اور اصلاحی موضوعات پر جو بیشمار مقالے رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہے تھے۔ ان سب کو جمع کرکے ایک سلسلہ کتب کی شکل میں شائع کیا جائے۔ یہ کام لاہور کی مجلس ترقی ادب کے سپرد ہوا اور مجلس کی نگاہ انتخاب محترم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی پر پڑی۔ چنانچہ مجلس کے اراکین کے اصرار پر آپ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور تن تنہا اُن مقالات کو پرانے رسائل و اخبارات سے جمع کرکے اور بعض ایسے مقالوں کو جو بظاہر ناپید ہوچکے تھے پرانے علم دوست اور ادب نواز مشاہیر کے ورثاء کے ذاتی کتب خانوں سے اخذ کرکے سولہ ضخیم جلدوں میں مرتب کر دکھایا۔ پھر ایک بڑا کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ شمالی ہندوستان کے بیشمار علمی گھرانوں میں سرسید احمد خاں کے تحریر کردہ جو مکتوب محفوظ چلے آرہے تھے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ آپ یہ کام چالیس سال سے کررہے تھے۔ اس طرح ''مکتوبات سرسید'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب ہوگئی جس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ مزید برآں بہت سی نایاب قدیم کتابوں کو آپ نے ازسرنو ایڈیٹ کرکے اور جگہ جگہ توضیحی وتشریحی حواشی درج کرکے ان کی افادیت میں اضافہ کیا۔

محترم شیخ صاحب کے گرانقدر ادبی کارناموں کی شہرت کی وجہ سے حکومت پاکستان نے 1970ء میں آپ کو حسن کارکردگی کا تمغہ اور سند پیش کی۔ اس اعزاز کے ملنے پر ملک بھر سے کثیر تعداد میں تہنیتی خطوط آپ کو موصول ہوئے۔ خطوط ارسال کرنے والوں میں غیرملکی سفیر، قومی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر، پروفیسر، ادیب اور نامور دانشور شامل تھے۔ مشہور ماہر تعلیم اور بلند پایۂ دانشور محترم جناب پروفیسر حمید احمد خاں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے اپنے تہنیتی مکتوب میں تحریر فرمایا کہ آپ ایسے مربی و محسن اور ادب نواز ہستی کو ادب کے صدارتی ایوارڈ کا ملنا آپ کے لئے اعزاز کا باعث نہیں ہے بلکہ یہ تو خود اس ایوارڈ کے لئے عزت اور توقیر اور فخر ومباہات کا موجب ہے کہ ادب کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی عظیم ہستی کے سینہ پر سجنے کا اعزاز اس کے حصہ میں آیا۔

مشہور ادیب وصحافی اور نامور قلمکار جناب حامد علی خاں ڈائریکٹر ادارہ فرینکلین لاہور نے اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا: آپ کو صدارتی ایوارڈ ملنے پر مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ اس خوشی کی گہرائی بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ میری خوشی کا کچھ اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوا اور ہورہا ہے کہ یہ ایوارڈ خود مجھے ملا ہے۔

محترم شیخ صاحب کے نہایت علم دوست اور عالم و فاضل فرزند مکرم شیخ محمد احمد پانی پتی تو آپ کی زندگی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 ردسمبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

قرآن وہ کتاب ہے جس کا نہیں جواب
اس کی تجلیات سے اٹھتے ہیں سب حجاب
ہاں چھیڑتا ہے فطرتِ انساں کا ساز یہ
ہر آنکھ پر ہے کھولتا ہستی کا راز یہ
قرآں محیط لاجرم سارے علوم پر
خورشید حاوی جس طرح ماہ و نجوم پر
تجدید دینِ حق کا سب ساماں اسی میں ہے
نوعِ بشر کے درد کا درماں اسی میں ہے

میں فوت ہوگئے تھے۔آپ کے دوسرے فرزند مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی آپ کے بعد طویل عرصہ زندہ رہے لیکن جماعتی سرگرمیوں اور دیگر کاموں میں منہمک رہنے کی وجہ سے وہ آپ کے علمی خزانہ کی خاطر خواہ حفاظت نہ کرسکے۔

اردو ادب کی گرانقدر خدمات سرانجام دینے کے علاوہ محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کو شاندار جماعتی خدمات بجالانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ متعدد ادبی رسالوں کے ایڈیٹر رہنے اور یکصد سے زائد کتب تصنیف وتالیف اور ایڈٹ کرنے کے علاوہ آپ نے صدر انجمن احمدیہ کے محکمہ تالیف وتصنیف میں کئی سال تک مہتمم طبع و اشاعت کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اس تمام عرصہ میں آپ کو قادیان میں رہائش پذیر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ نیز آپ نے اپنی قدیم خادمانہ حیثیت میں حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ کے لٹریری اسسٹنٹ کے فرائض سنبھال لئے اور حضرت میر صاحبؓ کے پُر معارف منظوم کلام ’’بخار دل‘‘ اور دلچسپ سوانحی واقعات پر مشتمل آپ بیتی کتاب کی طباعت کا اہتمام کیا۔ حضرت میر صاحبؓ نے اپنی وفات سے قبل جو وصیت تحریر فرمائی اس میں محترم شیخ صاحب سے متعلق دو باتیں بطور خاص تحریر فرمائیں۔ اوّل یہ کہ آپؓ کی میت کو شیخ اسماعیل پانی پتی غسل دیں۔ دوسرے آپ کے غیر مطبوعہ مضامین اور دیگر تحریرات کے جملہ قلمی مسودات ان کے سپرد کردیئے جائیں۔ یہ مسودات بہت قیمتی مضامین کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم فارسی کلام کے نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ پر مشتمل تھے۔ محترم شیخ صاحب نے اس امانت کو طبع کراکر احباب جماعت تک پہنچانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

محترم شیخ صاحب کا ایک کارنامہ قیام پاکستان کے بعد قادیان سے نہایت بیش بہا علمی خزانہ کو بحفاظت لاہور منتقل کرنا تھا۔ اس میں انگریزی ترجمہ قرآن اور تفسیر کے مطبوعہ فرمے بھی شامل تھے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رقم فرمودہ تفسیر کی مدد سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے سالہا سال کی محنت شاقہ سے انگریزی کا جامہ پہنایا تھا۔ اس موقعہ پر محترم شیخ صاحب نے اپنی کوئی ذاتی چیز از قسم کتب ومسودات ساتھ نہ لی۔ البتہ اپنے محسن ومربی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے غیر مطبوعہ قلمی مسودات اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ایسے بیش بہا علمی نوادرات جو آپ کی ذاتی تحویل میں تھے، وہ پاکستان لے آئے۔

پاکستان میں اپنے اشاعتی اداروں کے ذریعہ آپ نے نہایت اہم کتب کی اشاعت کی۔ 1960ء میں ماہنامہ ’’انصار اللہ‘‘ کا اجراء ہوا تو خاکسار کی ادارت میں شائع ہونے والے ابتدائی رسائل میں محترم شیخ صاحب نے نہایت اہم علمی نوادرات مجھے اشاعت کے لئے بھجوائے۔

آپ اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود شب زندہ دار اور نہایت پاک طینت بزرگ تھے۔ فرشتہ صفت حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی وصیت کے مطابق اُن کی میت کو غسل دینے والوں میں محترم شیخ صاحب کا نام شامل تھا۔

محترم شیخ صاحب نے 12/اکتوبر 1972ء کو وفات پائی۔

حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28/جولائی 2007ء میں ایک مختصر مضمون حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں شامل اشاعت ہے۔ پہلے بھی آپؓ کا ذکرِ خیر 19/ستمبر 1997ء کے شمارہ میں ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں ہوچکا ہے۔

حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ تقریباً 1850ء میں پیدا ہوئیں اور حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کے نکاح میں اس وقت آئیں جب آپؓ ہندوعرب سے تحصیل علوم کر کے قریباً تیس سال کی عمر میں واپس بھیرہ تشریف لائے تھے۔ دونوں قریباً 37 سال تک رشتۂ ازدواج میں منسلک رہے۔

حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ صلہ رحمی کی صفت میں کمال رکھتی تھیں۔ اپنے نواسے اور نواسیوں کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ لمبی بیماری کے باوجود گھر کا سب کام خود کرتی تھیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرتی تھیں اور سب کی خبرگیری کرتی تھیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ سچا اخلاص اور ایمان تھا۔ کہا کرتی تھیں کہ یہ حضرت مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کرلیا لیکن اب تو میرے دل میں خدا کے مامور کی اس قدر محبت ہے کہ اگر کوئی بھی اس سے پھر جائے تو بھی میں اس سے منہ نہیں پھیر سکتی۔

آپ نے اپنی عمر میں بہت شدائد اور مصائب اٹھائے۔ کئی بچوں کی وفات پر نہایت صبر سے کام لیا۔ جب حضرت مصلح موعودؓ پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ سے فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے۔ اس واسطے آپؓ کو حضرت مصلح موعودؓ سے خاص محبت تھی۔

آپؓ نے 28 جولائی 1905ء بروز جمعہ رحلت فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جنازہ پڑھایا اور بہت لمبی دعا کی۔ بعدازاں قادیان کے شمال مشرقی جانب قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اُسی روز بعد از عشاء حضرت مسیح موعودؑ نے ازخود فرمایا: ’’وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں کہ میرا جنازہ آپ پڑھائیں اور میں نے دل میں پختہ وعدہ کیا ہوا تھا کہ کیسا ہی بارش یا آندھی وغیرہ کا بھی وقت ہو، میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ آج اللہ تعالیٰ نے ایسا عمدہ موقعہ دیا کہ طبیعت بھی درست تھی اور وقت بھی صاف میسر آیا اور میں نے خود جنازہ پڑھایا‘‘۔

پھر فرمایا: ’’چند روز ہوئے ...... ایک دن سخت بیمار ہوگئیں اور قریب موت کے حالت پہنچ گئی تو کہنے لگیں کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دُور ہے اور ابھی عبدالحئی کی آمین بھی نہیں ہوئی۔ قدرت خدا اس وقت طبیعت بحال ہوگئی اور پھر خواہش کے مطابق عبدالحئی کی آمین کی خوشی بھی دیکھی اور آخر جمعہ کا دن بھی پایا‘‘۔

آپؓ کی وفات کے قریباً ایک ماہ بعد آپؓ کے فرزند صاحبزادہ عبدالقیوم صاحب نے 21/اگست 1905ء کو وفات پائی۔ حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ بھی حضور کے 313 کبار صحابہ میں شامل ہیں کیونکہ حضور نے 21 نمبر پر مولوی حاجی حافظ حکیم نور دین صاحب معہ ہر دو زوجہ لکھا ہے۔

محترمہ امۃ الحق صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26/اکتوبر 2007ء میں مکرم عبدالباسط بٹ صاحب اپنی والدہ محترمہ امۃ الحق صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ 4/جنوری 1923ء کو گوجرہ میں محترم خواجہ عبدالحق صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں جو ایک فرشتہ سیرت انسان تھے اور ہر نماز سے پہلے احمدیہ مسجد میں اذان دینا اپنے فرائض میں شمار کرتے تھے۔

محترمہ امۃ الحق صاحبہ نے 1942ء میں بطور ٹیچر ملازمت کرلی۔ چونکہ احمدیہ مسجد قریب تھی اس لئے احمدی مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام آپ کے ہاں ہی ہوتا۔ جب قادیان کی حفاظت کا وقت آیا تو آپ نے راضی خوشی اپنے خاوند کو قادیان جانے کی اجازت دیدی جبکہ شادی کو بہت تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا۔ اپنے بچوں کی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا اور اپنے ساتھ ساتھ سب بچوں کو بھی خدمت دین کے لئے تیار کرتی رہتیں۔ بچپن میں بھی ہر جمعے کی صبح مجھے مسجد کی صفائی کے لئے بھجواتیں۔ چودہ سال صدر لجنہ شہر اور نو سال تک صدر لجنہ ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر شیخوپورہ تشریف لے آئیں تو یہاں بھی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مالی تحریکات میں دل کھول کر حصہ لیتیں۔ اپنے سکول میں بھی فرض شناس اور شفیق معلّمہ کے طور پر مشہور تھیں۔ 1974ء میں نہایت جرأت سے حالات کا مقابلہ کیا اور اپنے گھر کو مرکز سے آنے والوں کے لئے مہمان خانہ کے طور پر ہی بنائے رکھا۔ 1988ء میں جب خاکسار (مضمون نگار) کو 33 دن کے لئے اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی تو اُسی دوران میرے والد کی وفات بھی ہوگئی۔ تب میری والدہ نے ہی انتہائی حوصلے سے ضروری انتظامات کئے۔ اگست 2006ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

کیپٹن نذیر احمد شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6/ستمبر 2007ء میں محترم کیپٹن نذیر احمد صاحب کا مختصر ذکر خیر روزنامہ ’’امروز‘‘ کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

آپ ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں میں 1932ء میں پیدا ہوئے۔ B.A. کرنے کے بعد 1952ء میں فوج میں کمیشن لیا۔ پہلے آپ کو بریگیڈیئر شامی شہید کے ساتھ سٹاف کیپٹن کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر رن کچھ کے معرکہ میں اہم ڈیوٹی دی۔ جنگ کے دوران آپ کی توپخانہ رجمنٹ کو قصور کا دفاع کرنے کا حکم ملا۔ 8/ستمبر 1965ء کو جب آپ نے کھیم کرن فتح کرلیا تھا تو دشمن کے ایک ہوائی حملے میں شہید ہوگئے۔

بروس لی

ماہنامہ ’’خالد‘‘ دسمبر 2007ء میں مارشل آرٹ کے عظیم کردار بروس لی کے بارہ میں مکرم قیصر محمود صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شامل ہے۔

ہانگ کانگ کی ایک گلی میں لڑائی کے مقابلہ میں ایک بیس سالہ لڑکے نے دوسرے کو لڑائی میں شدید زخمی کردیا تو معاملہ پولیس تک جا پہنچا۔ تاہم لڑکے کے باپ نے حالات کو سنبھال لیا اور اپنے بیٹے کو امریکہ بھیج دیا۔ کچھ ہی عرصہ میں اُس لڑکے نے اپنی پہچان ایک ایسے فائٹر کے طور پر کروالی جو شکست کھانا نہیں جانتا تھا۔ مارشل آرٹ کی دنیا آج اسے ’’بروس لی‘‘ کے نام سے جانتی ہے۔

مارشل آرٹ کی دنیا کا یہ عظیم فنکار 27/نومبر 1940ء کو سان فرانسسکو (امریکہ) میں پیدا ہوا۔ والدین نے اس کا نام ’’لی جن فن‘‘ رکھا لیکن رواج کے مطابق نرس نے اس کا عیسائی نام بروس درج کروایا۔ اس کا باپ Lee Hoi Cheun ہانگ کانگ کا مشہور مزاحیہ اداکار تھا جو ایک امریکی کمپنی میں ملازمت کی وجہ سے ہمیشہ سفر میں رہتا تھا۔

بروس لی کی پیدائش کے تین ماہ بعد سارا خاندان ہانگ کانگ واپس چلا گیا۔ 1953ء میں جب وہ صرف تیرہ سال کا تھا اس نے کنگ فو کی عملی تربیت کا آغاز کیا۔ لیکن اُس کے ساتھی ہاوکن چیونگ کا کہنا ہے کہ ’’بروس لی نے کلاس میں لڑنے کی تربیت حاصل نہیں کی بلکہ اس نے گلیوں میں لڑنا سیکھا‘‘۔ بیس سال کی عمر تک وہ گلی کوچوں میں لڑائی کے مقابلوں میں بڑے اہتمام سے حصہ لیتا بلکہ عمارتوں کی چھتوں پر ہونے والے مقابلوں میں شامل ہونا تو اس کا خاص مشغلہ تھا۔ انہی لڑائیوں میں ایک بار مخالف لڑکے کو شدید زخمی کرنے پر اُسے مجبوراً امریکہ بھیجنا پڑا۔ جہاں 1963ء تک وہ مارشل آرٹ کے ماہر کے طور پر اپنی شناخت کرواچکا تھا۔

1964ء میں اس نے سان فرانسسکو کے چائنا ٹاؤن میں گینگ فن نامی سکول کھولا۔ ساٹھ کی دہائی میں اہل مغرب مارشل آرٹ کے اس فن سے بالکل ناآشنا تھے۔ چینی تربیت یافتہ اس فن کو اپنے تک محدود رکھنا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے بروس لی کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ہمیں مقابلے میں شکست دیدو تو تمہیں یہ فن غیر چینیوں کو سکھانے کا حق ہے ورنہ تمہیں اپنا یہ سکول ختم کرنا پڑے گا۔ چنانچہ بروس لی نے اپنے مخالف کو شکست دے کر یہ فن دوسروں تک منتقل کرنے کی راہ ہموار کرلی۔

اُس نے بڑی محنت کر کے کنگ فو کے فن میں کئی خامیوں کو بھی دُور کیا۔ اُس کا ایک شاگرد کہتا ہے ’’بروس لی کی طرح سخت جدوجہد اور تربیت اور کوئی نہیں کرسکتا تھا، یوں لگتا تھا کہ وہ چوبیس گھنٹے دورانِ تربیت رہتا ہو۔ اسی سخت تربیت، جدوجہد اور اس فن میں نئی اختراعات کے باعث بروس لی مارشل آرٹ کا ماسٹر بن گیا اور سارے اسی سے راہنمائی حاصل کرنے لگے‘‘۔ بروس لی نے چند ایک فلموں میں بھی کام کیا۔

19/جولائی 1973ء کو بروس لی صرف 33 سال کی عمر میں غیر طبعی موت کا شکار ہوا۔ تاہم پوسٹ مارٹم کے بعد چھ ڈاکٹروں کی ٹیم اس بات پر متفق ہے کہ اس کی موت اس کے دماغ کی سوجن (Crebral Edema) کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں خلیوں میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور وہ پھول جاتے ہیں۔ لیکن یہ بیماری اسے اچانک کیسے ہوئی یہ بات اب بھی ایک معمہ ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5/دسمبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دل میں ہے کوئی تمنا نہ الم ہے ہم کو
ایک فقط تیرے بچھڑ جانے کا غم ہے ہم کو
غم فردا ، غم دنیا ، غم عقبیٰ ، غم عشق
جس قدر چاہے یہ افراط بہم ہے ہم کو
یہ امیری ، یہ رئیسی ، یہ شہنشاہی
مثل نعلین یہ سب جاہ و حشم ہے ہم کو
ہم ستم کیش نہیں نہ یہ عادت اپنی
وہ ستم کیش ہیں کیوں اتنا سا غم ہے ہم کو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
11th September 2009 – 17th September 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 11th September 2009

00:00	Tilawat & MTA International News
01:25	Blessings of Ramadhan: a discussion programme with Ataul Mujeeb Lone on the topic of the blessings of Ramadhan.
02:00	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th April 1990.
03:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
04:10	Benefits of Ramadhan [R]
04:55	Seerat Sahaba Rasool (saw): a seminar on the life and character of Hadhrat Ali (ra).
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35	Let's Talk About Ramadhan: a series of programmes hosted by Imam Ataul Mujeeb Rashed on the topic of Ramadhan.
08:55	Indonesian Service
10:00	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th April 1990.
11:00	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:20	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:30	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:05	Friday Sermon [R]
17:15	MTA World News
17:35	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:30	Let's Talk About Ramadhan [R]
19:00	Arabic Service
21:15	Darsul Qur'an [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:30	MTA World News [R]
23:50	Tilawat

Saturday 12th September 2009

00:00	Tilawat
01:15	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st April 1990.
02:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:50	Friday Sermon: recorded on 11th September 2009.
05:00	Seerat-un-Nabi (saw)
05:35	Let's Talk About Ramadhan: a series of programmes hosted by Imam Ataul Mujeeb Rashed on the topic of Ramadhan.
06:00	Tilawat, Dars & MTA News
08:40	Friday Sermon [R]
09:55	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an
12:30	Tilawat, Dars & MTA International News
13:40	Bangla Shomprochar
14:50	Children's Class with Huzoor recorded on 28th February 2004.
15:50	Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
17:05	Dars: a talk about the concept of Ramadhan, hosted by Abdul Qadir Qamar [R]
17:30	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:30	Shamail-e-Nabwi
19:05	MTA World News
19:30	Arabic Service
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 13th September 2009

00:20	Tilawat by Qari Muhammad Aashiq
01:55	MTA World News
02:15	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd April 1990.
04:10	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
05:00	Ramadhan Question Time: a question and answer session with Munir-Uddin Shams based on the month of Ramadhan.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
08:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 6th March 2004.
09:15	Sultans of Science: an English documentary.
09:50	Indonesian Service
11:05	Darsul Qur'an
12:50	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:15	Let's Talk About Ramadhan [R]
13:40	Reply to Allegations: a Bengali discussion programme responding to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:45	Friday Sermon [R]
15:50	Jalsa Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu seminar including speeches delivered on the topic of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:10	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:05	MTA World News
18:30	Let's Talk About Ramadhan
19:05	Arabic Service
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat

Monday 14th September 2009

00:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:15	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd March 1991.
02:25	Tilawat
03:20	MTA World News
03:40	Let's Talk About Ramadhan
04:10	Sultans of Science
04:40	Jalsa Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35	Children's Class with Huzoor.
09:45	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 17th July 2009.
11:00	Darsul Qur'an [R]
12:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:30	Bangla Shomprochar
14:30	Khilafat Centenary Moshaairah: an evening of Urdu poetry in honour of the Khilafat Centenary.
15:10	Friday Sermon: Recorded on 12th September 2008.
16:15	Seerat Sahaba Rasool (saw): an Urdu programme about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:05	Children's Class with Huzoor [R]
18:25	MTA World News
18:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
19:30	Arabic Service
20:20	MTA International News
20:50	Seerat Sahaba Rasool [R]
21:40	Darsul Qur'an [R]
23:00	Tilawat [R]

Tuesday 15th September 2009

00:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th March 1990.
02:35	Medical News Review
03:05	Tilawat & MTA News
04:25	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 12th September 2008.
05:30	Seerat Sahaba Rasool (saw): an Urdu programme about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 18th April 2004.
09:45	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an [R]
12:35	Tilawat & MTA News
13:30	Bangla Shomprochar
14:30	Lajna Imaillah Germany Ijtema: An address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on the occasion of Lajna Imaillah Ijtema Germany, in 2006.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 18th April 2004. [R]
16:20	Dars-e-Hadith [R]
16:40	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:30	MTA World News
19:00	Ramadhan and Us: an English programme presented by Bashir Orchard discussing various issues relating to Ramadhan.
19:15	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon.
20:25	Arabic Service
21:30	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq. [R]

Wednesday 16th August 2009

00:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1991.
02:35	Ramadhan and Us: an English programme presented by Bashir Orchard discussing various issues relating to Ramadhan.
02:50	MTA World News
03:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
04:30	Seerat-un-Nabi (saw)
05:15	Lajna Imaillah Germany Ijtema: An address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on the occasion of Lajna Imaillah Ijtema Germany, in 2006.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35	Children's class with Huzoor.
09:50	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1991. [R]
12:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:25	Bangla Shomprochar
14:35	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th April 1984.
15:40	Children's class with Huzoor. [R]
16:55	Shamail-e-Nabwi: an Urdu discussion programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). Hosted by Rizwan Ahmad Khalid.
17:30	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:25	MTA World News
18:40	Dars-e-Hadith
19:10	Arabic Service
20:15	MTA International News
20:55	Darsul Qur'an [R]
22:25	From The Archives [R]
23:20	MTA World News
23:35	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq. [R]

Thursday 17th September 2009

00:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:45	Darsul Qur'an: In-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st March 1991.
02:50	Tilawat
03:55	MTA World News
04:20	Shamail-e-Nabwi: an Urdu discussion programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). Hosted by Rizwan Ahmad Khalid.
05:00	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th April 1984.
06:05	Tilawat
07:35	Dars: an Urdu programme presented by Abdul Qadir Qamar on the topic of the blessed month of Ramadhan.
07:55	Qur'an Seminar: an Urdu programme about the Holy Qur'an, including a speech on the topic of the importance of the Holy Qur'an and its benefits.
08:45	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 8th May 2004.
09:45	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an [R]
12:05	Tilawat
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:55	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th September 2009.
14:00	English Mulaqat: a question and Answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 56. Recorded on 22nd October 1995.
15:25	Seerat Sahabah Rasool (saw): a discussion programme about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:25	Spotlight: an Urdu discussion programme
17:00	Tilawat
17:55	MTA World News
18:25	Dars-e-Hadith [R]
19:15	Arabic Service
21:30	Darsul Qur'an [R]
22:30	Spotlight [R]
23:10	Tilawat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 04 September, 2009 | Issue No. 36

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ نمبر 2

کے عقائد میں فرق ہے تو پھر بھی اسے یہ حق حاصل نہیں کہ حکومت کے خلاف بغاوت کرے یا معاشرے میں بدامنی پھیلائے۔ بلکہ آج کل کے زمانہ میں انٹرنیٹ(Internet)اور میڈیا(Media) کے ذریعہ قلم کا جہاد کرے اور انصاف کی خاطر ظلم کے خلاف آواز اٹھائے لیکن یہ تمام کام ملکی قوانین کی پابندی میں رہ کر کرے۔ آپ نے کہا کہ احمدی خوش قسمت ہیں کہ ایسے مواقع پر ہمیں خلیفۂ وقت کی رہنمائی حاصل رہتی ہے۔

محترم امیر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ وقت کے مسیح نے بھی اپنی جماعت کو بار بار اس امر کی تاکید کی ہے کہ وہ حکام کی اطاعت اور ملکی قوانین کی ہر صورت میں پابندی کریں۔ محترم امیر صاحب نے مغربی ممالک کے قوانین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان میں سے اکثر اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہیں اس لئے ہمیں ایک علیحدہ اسلامی شرعی قانون قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ کوئی معاشرہ بھی سو فیصدی اچھا یا بُرا نہیں ہوتا اور مغربی معاشرہ تو انسانی حقوق کے لحاظ سے بہت سے مسلمان ممالک سے زیادہ بہتر ہے اور ان ممالک کی یہی اچھی عادتیں مثلاً سچائی و دیانت داری کو ہمیں اپنا لینا چاہئے جن کی عموماً مسلمان ممالک میں کمی ہے۔ لیکن ان لوگوں میں جو معاشرتی کمزوریاں ہیں مثلاً جنسی بے راہروی اور کمزور خاندانی نظام وغیرہ ان سے ہمیں بچنا چاہئے۔ آپ نے کہا کہ ایک لحاظ سے ہمیں ان ممالک کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ یہ ہمیں اپنے دین کے مطابق زندگی گزارنے میں مکمل آزادی دیتے ہیں۔ اس معاشرے کی برائیوں سے بچنے سے متعلق آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پیش کیں جن میں حضور انور جماعت کو توجہ دلاتے ہیں کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تقویٰ کے مطابق اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگیوں کو ڈھالیں۔ جس میں سب سے زیادہ ضروری پنج وقتہ نماز کی پابندی ہے اور یہ کہ اس سلسلہ میں والدین کو اپنے بچوں کے لئے خود نمونہ بننا چاہئے۔

محترم امیر صاحب نے مختلف احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ذریعہ اسلام میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور نصیحت کی کہ اچھا نمونہ لاکھوں الفاظ سے بڑھ کر ہے اور آج ہم اپنے اچھے نمونے سے ہی ان لوگوں کے دل جیت سکتے ہیں۔ آخر میں امیر صاحب نے کہا کہ اگر ہم قرآن وحدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان غیر مسلم حکومتوں میں زندگی گزاریں تو ایک مثالی، پُرامن اور باہمی رواداری پر مبنی معاشرہ کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں۔

عالمگیر بیعت

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز دوپہر ایک بجے عالمگیر بیعت کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ عالمگیر بیعت کا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں شروع فرمایا تھا۔ اس لحاظ سے امسال 17ویں عالمگیر بیعت تھی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری سے قبل حاضرین جلسہ کو ضروری ہدایات دی گئیں اور ایک خاص نظم وضبط سے آئے ہوئے امراء، مبلغین اور مرکز سلسلہ ربوہ وقادیان سے تشریف لانے والے بزرگان سلسلہ تھے۔ ساری جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے تمام افراد ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ایک دوسرے سے منسلک تھے۔ اور اس طرح ہر شخص خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک رشتہ میں منسلک تھا اور حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی توفیق پا رہا تھا۔ اسی طرح ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدی اپنے پیارے امام سے بیعت کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سبز رنگ کا کوٹ پہن کر تشریف لائے اور بیعت لینے سے پہلے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال 4 لاکھ 16 ہزار 10 افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے جن کا تعلق 111 ممالک کی 366 اقوام سے ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے بیعت کے الفاظ دہرائے اور تمام حاضرین نے اپنی اپنی زبان میں وہی الفاظ دہرائے۔ یہ بہت ہی ایمان افروز، رقت آمیز اور دلوں کو سوز وگداز سے لبریز کر دینے والا منظر تھا۔ بیعت کے بعد حضور انور کی اقتداء میں تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا اور آنسوؤں کے ساتھ یہ تقریب مکمل ہوئی۔ بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں اور اس کے بعد وقفہ برائے طعام ہوا۔

تیسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس کی کارروائی

تیسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل ان مرحومین کے نام احباب کو سنائے گئے جو گزشتہ سال کے دوران وفات پا گئے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ یہ کارروائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے مطابق ہر سال ہوتی ہے تا کہ احباب اپنے فوت شدہ بھائیوں کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

بعد ازاں کارروائی کا باقاعدہ آغاز مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ یوکے کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فضل احمد طاہر صاحب نے کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے جلسہ کے خصوصی معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

معزز مہمانوں کی تقاریر

✿ ...... کونسلر **Nick Draper** ڈپٹی میئر آف مرٹن (Merton) نے اپنے خطاب کا آغاز السلام علیکم سے کیا اور کہا کہ میرے لئے یہ بہت فخر کی بات ہے کہ مَیں یہاں اُس علاقہ کے ڈپٹی میئر کے طور پر آیا ہوں جہاں آپ کی مسجد بیت الفتوح واقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا جماعت سے تعلق دس سال پرانا ہے جبکہ مسجد بیت الفتوح قائم ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ مذہب ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے لیکن مسجد بیت الفتوح نے اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اسی طرح آج آپ اس جلسہ کے ذریعہ ساری دنیا سے اچھے تعلقات قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں جو بہت قابل تعریف بات ہے۔

✿ ...... بیرسٹر ظہور بٹ، معروف پاکستانی رہنما نے اپنے خطاب کا آغاز السلام علیکم سے کیا اور کہا کہ القاعدہ اور طالبان جس طرح مذہب اسلام کی تشریح پیش کر رہے ہیں اس سے اسلام دنیا میں بدنام ہو رہا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث سے کوئی ایسا اسلام ثابت نہیں اور نہ ایسا اسلام دنیا کو اسلام کی خوبصورت شکل دکھا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح ایک سیکولر حکومت چاہتے تھے جہاں سب کے ساتھ مساوات کا سلوک کیا جائے۔ لیکن بعد میں مذہبی تعصب پر مبنی قوانین بننے شروع ہو گئے جن سے اقلیتوں کو خاص طور پر تکلیف پہنچی۔ 1953ء میں احمدیوں سے ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ کیانی رپورٹ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عالم دین مسلمان کی تعریف پیش نہیں کر سکا۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا نمونہ اور آپؐ کی تعلیم کا علم میثاق مدینہ سے ہو سکتا ہے جس میں تمام لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کی ضمانت دی گئی تھی۔ ہر شخص کو حق تھا کہ خواہ اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرائے یا اسلام کے قوانین کے مطابق۔ کسی پر کوئی جبر نہیں تھا۔ انہوں نے جلسہ کے انعقاد پر تمام جماعت کو مبارکباد دی اور شکریہ ادا کیا۔

معزز مہمانوں کے پیغامات

مکرم فرید احمد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری امور خارجہ یوکے جماعت نے مکرم امیر صاحب کی اجازت سے چند معزز مہمانوں کے پیغامات سنائے جو کسی مجبوری کی وجہ سے خود شامل نہ ہو سکے لیکن انہوں نے اپنے پیغامات بھجوا کر جماعت سے قریبی تعلق کا اظہار کیا۔

✿ ...... **لارڈ میلخ براؤن(Lord Malloch Borwn)**، دفتر امور خارجہ کے منسٹر نے اپنے پیغام میں جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد دی اور کہا کہ مَیں ذاتی تجربہ سے جانتا ہوں کہ بعض ممالک میں جماعت احمدیہ مشکلات کا سامنا کر رہی ہے لیکن حکومت برطانیہ ہر شخص کے لئے حقوق انسانی کے تحفظ پر یقین رکھتی ہے۔ اور ہر شخص کے لئے مذہبی آزادی کا حق تسلیم کرتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم آپ کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے۔

✿ ...... برطانیہ کی دوسری بڑی سیاسی پارٹی، **کنزرویٹو پارٹی کے لیڈر ڈعزت مآب ڈیوڈ کیمرون (Rt Hon. David Cameron) ممبر آف پارلیمنٹ** کا پیغام طارق احمد بی ٹی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اپنے پیغام میں موصوف نے کہا کہ مَیں ہزاروں شرکاء جلسہ اور MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے دیکھنے والوں کو السلام علیکم پیش کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ غریب ممالک میں سکولوں، ہسپتالوں اور دوسرے طریقوں سے جو انسانیت کی خدمت کر رہی ہے وہ بہت قابل تعریف ہے۔ اسی طرح اس ملک میں مختلف چیریٹیز کے لئے بھی رقم جمع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے افراد مختلف میدانوں میں اس ملک کے عوام کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں نیک خواہشات کے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

✿ ...... **جمہوریہ گھانا کے صدر مملکت جناب جان آٹا ملز (Prof.John Atta Mills)** کا پیغام مکرم فرید احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ جس میں انہوں نے سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ کا اس بات پر تہِ دل سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے جناب صدر کو ان کے انتخاب میں کامیابی پر مبارکباد بھجوائی۔ اسی طرح حضرت امام جماعت کی ان نیک خواہشات اور دعاؤں کا بھی شکریہ ادا کیا جن کا اظہار حضور نے صدر موصوف کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے اپنے پیغام میں یہ بھی کہا کہ جماعت احمدیہ کے امیر عبدالوہاب صاحب کی زیر قیادت بہت عظیم خدمت سرانجام دے رہی ہے جس پر وہ بہت خوش ہیں۔

مندرجہ بالا پیغامات کے بعد کچھ اور معزز مہمانوں کو خطاب کے لئے دعوت دی گئی۔

✿ ...... **برکینا فاسو کے ایک ریجنل گورنر Mr Bambara Eldi** نے فرانسیسی زبان میں حاضرین سے خطاب کیا جس کا ترجمہ مکرم خالد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو نے پیش کیا۔ موصوف نے کہا کہ مَیں اپنے آپ کو اپنے بہت سے پیارے دوستوں میں پا کر دلی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اس جلسہ میں سب لوگ رنگ ونسل سے بالا ہو کر شرکت کر رہے ہیں جو اس جلسہ کا خصوصی امتیاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ بیس سالوں میں جماعت احمدیہ نے اپنی خدمات اور اپنے نیک نمونہ سے برکینا فاسو کے لوگوں کے دلوں کو جیت لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ دین اور دنیاوی دونوں طرح سے عوام کی خدمت کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ بہت سے غریب لوگوں کو بینائی کا تحفہ ملا ہے جو بہت قابل تعریف ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ گزشتہ دنوں میں ایک سرکاری تقریب میں جماعت احمدیہ کی غیر معمولی خدمات کی وجہ سے صدر مملکت برکینا فاسو نے جماعت احمدیہ کو تمغہ امتیاز پیش کیا ہے جو بہت بڑا اعزاز ہے۔

✿ ...... **قازقستان کے ایک مسلمان Mr Kenges Kozhakmetilly** نے مقامی زبان میں حاضرین سے خطاب کیا جس کا ترجمہ مکرم خالد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو نے پیش کیا۔ انہوں نے تمام حاضرین جلسہ کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا اور کہا کہ مَیں آپ کو قازقستان کے تمام باشندوں کی طرف سے جلسہ کی مبارکباد دیتا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جلسہ کی تقاریر نے ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دی ہے جس پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس دور میں اگرچہ عالم اسلام میں بڑے بڑے علماء ہیں لیکن جماعت احمدیہ کا مقام بالکل منفرد اور ممتاز ہے کیونکہ آپ لوگوں کو ہر ایک کے ساتھ محبت کی تلقین کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد